دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
دار العلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ
ماہنامہ
الحق
بیاد: شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم حقانیہ
مدیر: مولانا سمیع الحق

نائٹروجنی کھادوں
میں
ببّر شیر یوریا
کا
مقام
ببّر شیر یوریا کی خصوصیات
★ ہر قسم کی فصلات کے لیئے کار آمد۔ گندم، چاول، مکّی، کماد، تمباکو، کپاس اور ہر قسم کی سبزیات، چارہ اور پھلوں کے لیئے یکساں مفید ہے۔
★ اس میں نائٹروجن ۴۶ فیصد ہے جو باقی تمام نائٹروجنی کھادوں سے فزوں تر ہے۔ یہ خوبی اس کی قیمت خرید اور بار برداری کے اخراجات کو کم سے کم کر دیتی ہے۔
★ دانہ دار (پرلڈ) شکل میں دستیاب ہے جو کھیت میں چھٹہ دینے کے لیئے نہایت موزوں ہے۔
★ فاسفورس اور پوٹاشش کھادوں کے ساتھ ملا کر چھٹہ دینے کے لئے نہایت موزوں ہے۔
★ ملک کی ہر منڈی اور بیشتر مواضعات میں داؤد ڈیلروں سے دستیاب ہے۔
داؤد کارپوریشن لمیٹڈ
(شعبۂ زراعت)
الفلاح - لاہور
فون نمبر 57876 سے 57879

اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد ـــ ۲۸
شمارہ ـــ ۲
جمادی الاول ـ ۱۴۱۳ھ
نومبر ـ ۱۹۹۲ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بانی: حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ
مدیر: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
مدیر معاون: عبدالقیوم حقانی
ناظم ـ شفیق فاروقی

فون نمبر ڈائریکٹ ڈائلنگ سسٹم
۴۳۵ / ۳۲۰

اس شمارے کے مضامین

پاکستان میں سالانہ ۸۰/- روپے فی پرچہ ۸/- روپے بیرون ملک بحری ڈاک ۱۲/- پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۱۶/- پونڈ
سمیع الحق استاذ دار العلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

حکومت کی آمریت اور پی ڈی اے کا لانگ مارچ
اقتدار کی جنگ اور بھیانک خانہ جنگی کا پیش خیمہ

۱۸ر نومبر کو پی ڈی اے کا لانگ مارچ اور حکومت کا ردّعمل اور اس پر قومی و ملی رہنماؤں، سیاستدانوں، علماء و مشائخ، اخبارات اور دانشوروں کے تجزیے تبصرے، تاثرات آراء اور نتائج تا ہنوز قارئین کے اذہان میں تازہ ہوں گے اس سلسلہ میں ہمارا قطعی اور دو ٹوک موقف یہ ہے کہ موجودہ حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف دونوں میں کوئی فرق نہیں یہ بدلتے ہوئے چہروں کے ساتھ ملک پر ایک ہی جیسے شب و روز قائم رکھنے کا تسلسل ہے، مہرے بدلتے رہتے ہیں چال سب کی ایک ہی ہے یہ کسی نظام کے انقلاب کی نہیں محض اقتدار کی جنگ ہے جو خطرناک اور بھیانک خانہ جنگی کا پیش خیمہ بھی ہو سکتی ہے، سب ایک ہی جیسی تربیت اور ایک ہی جیسے عزائم کے ساتھ پاکستان کی اجتماعی زندگی میں دخیل ہیں سب کے پیش نظر یہی ہے کہ اس ملک کے لوگوں کا وزن کسی صورت میں بھی اسلامی نظام کے پلڑے میں نہ پڑے۔ اقتدار جب آمریت میں ڈھل چکا ہو اور سیاست جب محض حصول اقتدار ہی کا وسیلہ بن گئی ہو تو پھر انہیں سمجھانے اور کچھ کہنے کی ایک قیمت بھی ادا کرنی پڑتی ہے۔

جتنا رات کے بعد صبح ہونے کا یقین ہے اس سے کہیں زیادہ یقین ہمیں اس بات کا ہے کہ اگر اس ملک کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے دنیا میں موجود رہنا ہے تو پھر حکومت ہو یا حزب اختلاف یا دینی سیاسی جماعتیں اسلامی نظام حکومت، اسلامی نظام سیاست، اور انقلاب کے لیے اسلامی لائحہ عمل اپنائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ یہ ایک ایسا ملک ہے جس کے مختلف طبقوں کے درمیان سوائے اسلام کے کوئی ایسی قدر مشترک نہیں جو اس کے مائل بہ انتشار اجزاء کو ایک دوسرے سے وابستہ رکھ سکے۔ اہل پاکستان کے پاس اسلام کے علاوہ کوئی ایسا نصب العین نہیں جو ان کے اندر زندگی کی حرارت اور ولولہ پیدا کر سکے ان کے حفظ و بقاء اور ان کی نشو و نما کا سارا دار و مدار اسلام اور صرف اسلام پر ہے ایک ایسا ملک جس میں نہ تو جغرافیائی

وحدت ہے اور نہ لسانی اور نسلی اتحاد، اس کی بقا اور وحدت کا انحصار اسلام کی مقناطیسی قوت کے علاوہ اور کس قوت پر رکھا جا سکتا ہے؟ ۔ مگر اس وقت نہ تو حکومت کے عزائم نفاذ اسلام کے ہیں اور نہ پی ڈی اے نے کبھی اس کا خواب دیکھا ہے ۔

رہی علماء کی بات تو الحمدللہ کہ علماء حق نے اقتدار کی اس جنگ میں کسی ایک گروہ کا ساتھ بھی نہیں دیا۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ علماء حق کبھی بھی اقتدار کے حریف نہ تھے وہ کبھی بھی اس بات کے طالب نہ تھے کہ اقتدار دوسروں کے بجائے ان کے ہاتھ میں ہو ان کا مطالبہ ہمیشہ سے یہ رہا اور آج بھی صرف یہی ہے کہ یہ ملک جب اسلام کے نام پر بنا ہے تو یہاں پوری طرح اسلامی نظام زندگی نافذ ہونا چاہیئے، علماء نے بارہا پورے خلوص کے ساتھ کہا کہ یہ خدمت جو بھی راست بازی کے ساتھ انجام دے ہم دل وجان سے اس کی حمایت کریں گے اور اس کے ساتھ اقتدار میں شرکت تو درکنار، اس سے کسی اجر کے طالب بھی نہیں ہوں گے مگر یہاں برسر اقتدار آنے والوں کا رویہ یہی رہا کہ ایک طرف وہ اسلام کے نعرے لگا لگا کر اس ملک کو اسلام سے اور زیادہ دور لے جانے کی کوشش کرتے رہے اور دوسری طرف علماء کو اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھ کر دبانے اور مٹانے کے لیے ہر اوچھا سے اوچھا ہتھیار استعمال کرتے رہے ۔

ہم تو روز اول سے یہی کہتے آتے ہیں اگر ہم فی الواقع پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کا عزم بالجزم رکھتے ہیں اور اس ریاست کو دین کی خادم ریاست بنانے کے متمنی ہیں تو پھر ہمارے لیے یہ چیز اشد ضروری ہے کہ ہم عوام کے دینی اور مذہبی رجحانات کے معاملے میں انتہائی تدبر اور تفکر کا ثبوت دیں اگر ہم نے اپنی غفلت سے اپنے آئیڈیالوجی کو ہی جو درحقیقت ہمارے لیے رگ جان کی حیثیت رکھتی ہے ایک غیر سنجیدہ سی چیز سمجھ کر اس کے ساتھ کھیل تماشہ کا سا سلوک شروع کر دیا جیسا کہ موجودہ حکمرانوں اور پی ڈی اے کے چوٹی کے رہنماؤں کے آئے دن بیانات بلکہ ایک خاص منصوبہ بندی کے ساتھ ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف مذموم مقاصد کی تکمیل کی پیش رفت کی جارہی ہے تو پھر ہمارے ذہنوں میں ایک ایسا خوفناک انتشار پیدا ہو گا جو ہماری نوخیز نسلوں کو بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا ——— آئیڈیالوجی کا تعلق صرف دماغ سے نہیں ہوتا بلکہ جذبات و احساسات سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی قوم احساسات کے اعتبار سے ایک مرتبہ اپنے اصل موقف سے ہٹ جائے تو پھر اسے واپس لانا جان جوکھوں کا کام ہوتا ہے ۔

برسر اقتدار گروہ مسلسل دعوے تو نفاذ شریعت اور اسلامی نظام معیشت کا کر رہا ہے لیکن ملکی نظام ریاست

کا سارا ڈھانچہ مغرب کے سرمایہ دارانہ اصولوں کے مطابق چل رہا ہے، ملک میں دولت غیر معمولی اہمیت حاصل کر رہی ہے جائز و ناجائز کی ان پابندیوں کو قطعاً نظر انداز کر دیا گیا ہے جو اسلام نے دولت کمانے اور صرف کرنے پر عائد کر رکھی ہیں، سُود جو ارتکاز دولت کا سب سے موثر ذریعہ ہے ... وہ ملک کے پورے معاشی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت سے شامل ہے بلکہ اسے اس سے مزید استحکام بخشا جا رہا ہے۔ امیر و غریب کے درمیان زبردست تفاوت پایا جاتا ہے ملک کی بیشتر دولت پر ایک مختصر سا طبقہ دادِ عیش دے رہا ہے اور عظیم اکثریت نان شبینہ کی محتاج ہے۔

قوم کے اخلاق کا دیوالیہ نکل چکا ہے یہاں بیوروکریسی چند سال قبل جتنی بدعنوان تھی آج اس کی بدعنوانیوں میں کم از کم بیس گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ ملکی نظم و نسق کا حال سب کے سامنے ہے جرائم کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی ہے تجارت اور صنعت میں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ لوگوں کے لیے ایمانداری کے ساتھ کام کرنا قریب قریب ناممکن بنا دیا گیا ہے ثقافت کے پُر فریب نام سے قوم کو رقص و سرود کا رسیا بنایا جا رہا ہے تعلیمی نظام نئی نسل کو تباہ کر رہا ہے مغرب زدہ گروہ جو آمرانہ نظام رکھتا ہے ان سے کام لے کر اس نے پوری کوشش کی ہے کہ اسلام کا ایک نیا ایڈیشن تیار کیا جائے، قرآن و سنت کے باغیوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے مگر شریعت بل کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے غضب یہ ہے کہ یہاں عیسائی مشنریوں اور عیسائیت کو پھیلنے کا خوب موقع دیا جا رہا ہے جبکہ اسلام کے لیے کام کرنے والوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔

اس تمام صورت حال کو دیکھ کر کون شخص یہ باور کر سکے گا کہ اس ملک میں نظام شریعت اور اسلامی نظام معیشت کی راہ ہموار کی جا رہی ہے اگر وہ دین کا تھوڑا سا علم بھی رکھتا ہے تو وہ یہ سمجھے گا کہ اسے محض اسلام کے نام پر دھوکا دیا جا رہا ہے اور اگر وہ علم دین سے بے بہرہ ہے تو وہ اس دین ہی کو تیاگ کر دے گا جو انسانوں کے درمیان اس قسم کی غیر عادلانہ تقسیم کو روا رکھتا ہے۔

حکمرانو اور سیاستدانو! ہم جو اسلامی نظام کے سلسلہ میں آپ کو بار بار توجہ دلا رہے ہیں تو اس سے خدانخواستہ آپ کہیں اس زعم میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ اسلامی نظام کا قیام آپ کی معاونت کے بغیر ممکن ہی نہیں، اگر آپ اس معاملے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہیں تو اسے براہ کرم اپنے قلب و دماغ سے جلد از جلد نکال دیں۔ خداوند تعالیٰ اگرچہ اپنے بعض ارادوں کی تکمیل انسانوں کے ذریعہ ہی کرتا ہے لیکن وہ بے نیاز اور بلند و بالا ذات اپنے کسی کام کے لیے کسی کی دست نگر اور محتاج نہیں اس نے انسانوں کو جو بعض ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں ——— کہ معاذ اللہ وہ خود ان سے پوری طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا

اس نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت یہ انتظام اس لیے فرما دیا ہے کہ وہ انسانوں کو اپنے خالق و مالک سے اپنی وفاداری کے مواقع بہم پہنچائے یہ ذمہ داریاں درحقیقت آزمائش کی مختلف کڑیاں ہیں جن کے ذریعہ خداوند تعالیٰ کے اطاعت گذار بندے خدا کے باغیوں اور نافرمانوں سے ممیز اور ممتاز کیے جاتے ہیں ——— اگر خداوند تعالیٰ کو اس ملک کی بقا منظور ہے تو یہاں بہرحال اسلامی نظام ہی قائم ہوگا۔ ہماری دلی آرزو اور تمنا ہے کہ یہ سعادت آپ کے حصے میں آئے اور اس معاملے میں آپ پوری دنیا کے سامنے سرخرو ہوں اور آخرت میں جب خداوند تعالیٰ کے سامنے آپ کا نامۂ اعمال پیش کیا جائے تو اس میں آپ کی یہ خدمت نمایاں حروف میں درج ہو، خداوند تعالیٰ کو آپ کی خدمات کی ضرورت نہیں بلکہ آپ اپنی فلاح و کامرانی کے لیے باری تعالیٰ کی تائید نصرت کے قدم قدم پر دست نگر ہیں ——— اس سلسلہ میں ہم یہ چیز بھی آپ کے گوش گذار کر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ موقع آپ کو بہم پہنچایا ہے تو اس کی بھی ایک مہلت ہے۔

ارباب حکومت و سیاست حزب اقتدار و حزب اختلاف ملکی سالمیت اور تحفظ کے لیے باڑھ کا کام کرتے ہیں مگر جہاں باڑھ خود کھیت کو کھا رہی ہو وہاں باڑھ سے کیا کہیئے کہ کھیت کی حفاظت کر۔ خدا کو اگر اس کھیت کی حفاظت کرنی ہے تو یا وہ اس باڑھ کو درست کرے گا یا پھر اس کی جگہ کوئی دوسری باڑھ لگائے گا اس کی نگری میں اندھیر نہیں ہے اور نہ وہ اس اندھیر نگری کا کٹھ پتلی راجہ ہے وہ خود دیکھ رہا ہے کہ اسلام پر حامل کی ہوتی یہ سرزمین نیکی اور شرافت کے لیے کس طرح تنگ ہوتی جا رہی ہے۔

دنیا میں ہمیشہ غلط کار لوگوں کا یہ خاصا رہا ہے کہ غلط کاروں کے انجام کی پوری تاریخ ان کے سامنے ہوتی ہے مگر وہ اس سے سبق نہیں لیتے حتیٰ کہ اپنے پیش رو غلط کاروں کا جو انجام خود ان کے اپنے ہاتھوں ہو چکا ہوتا ہے اس سے بھی انہیں عبرت حاصل نہیں ہوتی وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کا قانون مکافات صرف دوسروں ہی کے لیے تھا ان کے لیے اس میں ترمیم کر دی گئی ہے پھر اپنی کامیابیوں کے نشے میں یہ فرض کر لیتے ہیں کہ دنیا میں سب احمق ہیں کوئی نہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے نہ اپنے کانوں سے سن سکتا ہے نہ اپنے دماغ سے واقعات کو سمجھ سکتا ہے پس جو کچھ وہ دکھائیں گے اس کو دنیا دیکھے گی جو کچھ وہ سنائیں گے اس کو دنیا سنے گی اور جو کچھ وہ سمجھائیں گے دنیا بزاخفش کی طرح اس پر سر ہلاتی رہے گی یہی برخود غلطی پہلے بھی بہت سے بزعم خویش عاقل اور فی الحقیقت غافل لوگوں کو لے بیٹھی ہے اور اس کے برے نتائج دیکھنے کے لیے اب بھی کچھ برخود غلط حضرات لپکے جا رہے ہیں۔

مختصر یہ کہ دریں حالات حکمرانوں اور سیاستدانوں (حکمران ٹولہ اور پی ڈی اے) سے ایک ہی گذارش ہے

کہ حضرات! خدارا! ایک حد کے اندر رہیے۔ عقل، انصاف اور آدمیت کی ساری حدیں حکومتی اقتدار اور سیاسی طاقت کے زعم میں پھاندتے نہ چلے جایئے خود طاقت کی بھی ایک حد ہوتی ہے جہاں تک وہ غلط کاریوں کے باوجود کسی کو سنبھالتی چلی جاتی ہے اس حد کو پار کر جانے کے بعد بڑے سے بڑا طاقتور انسان بھی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا اور اب تو ہم بارگاہ الوہیت میں دعا ہی کر سکتے ہیں کہ:

بارالہا! کفر کے طویل غلبے کے بعد اس برعظیم ہند کے ایک چھوٹے سے حصے میں تو نے سراسر اپنے کرم سے دین اسلام کے ماننے والوں کو آزادی کی نعمت عطا فرمائی ہے اب ایسا نہ ہو کہ یہاں اپنے اعمال بد کی وجہ سے ہم اپنے دین و اخلاق اور اپنی آزادی دونوں ہی نعمتوں کو کھو بیٹھیں ——— خداوندا! تو جانتا ہے کہ یہاں مصلح کون ہے اور مفسد کون؟ تیرے علم میں جو مصلح ہوں ان کی حمایت اور حفاظت اور نصرت فرما تاکہ وہ اس مسلمان ملک کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکیں اور تیرے علم میں جو مفسد ہیں ان کو نیکی کی ہدایت فرما تاکہ وہ اپنی اور اپنی قوم کی دنیا اور عاقبت خراب کرنے سے باز رہیں۔

عبدالقیوم حقانی

مولانا عبدالقیوم حقانی

بابری مسجد اور مسئلہ کشمیر

اقوام متحدہ اور مسلمان قیادت کا کردار

بالآخر اسلام کی دینی اور تاریخی عظمت کے نشان "بابری مسجد" کو بھی بھارت کی سیکولر حکومت کے دور اقتدار میں شہید کر دیا گیا صرف اس پر اکتفا کیا، اخباری اطلاعات کے مطابق ڈیڑھ سو سے زائد مزید مساجد بھی مسمار کر دی گئیں۔ مختلف صوبوں اور شہروں میں آگ اور خون کا خوفناک کھیل جاری ہے کرفیو کے نفاذ کے باوجود مسلمانوں پر مسلح ہندو بلوائیوں کے حملے جاری ہیں گجرات میں ایک ٹرین میں چالیس سے زائد مسلمانوں کو چھرا گھونپ کر شہید کر دیا گیا سودت میں بیس سے زائد مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا، کلکتہ میں بڑے پیمانے پر آتش زنی اور ہنگامہ آرائی کے واقعات ہوتے، بھوپال میں مسلمانوں کی لاشیں سڑکوں اور گلی کوچوں میں بے گور وکفن بکھری پڑی ہیں۔

ادھر کشمیر لہو میں نہا رہا ہے کشمیر سمیت بھارت کے مسلمانوں پر آگ برس رہی ہے عصمتیں لٹ رہی ہیں ــــ بابری مسجد کی شہادت کے بعد بھارت میں اور گذشتہ دو اڑھائی سال سے کشمیر میں ہندو وحشی درندوں کے بہیمانہ مناظر سے آنکھوں میں خون اتر رہا ہے۔ بھارت کی مجرم قیادت کو وہاں پہنچانے کو جی چاہتا ہے جہاں سے اس کے واویلوں کی صدا کسی انسانی سماعت تک سے ٹکرا بھی نہ سکے۔

بھارت اور مقبوضہ کشمیر میں جنم لینے والے المیے خون کھولا رہے ہیں جذبات میں آگ سی لگا رہے ہیں اور احساسات کی تندی و تیزی کو حدود و قیود سے ماورا کئے جا رہے ہیں ــــ سکون رخصت ہوا جاتا ہے اور اطمینان، کند چھری سے ذبح ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے ــــ لیکن حقوق انسانی کی علمبردار ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی وہ جو دنیا میں انسانی حقوق سے اپنی محبت کو بزور شمشیر دوسروں سے منوانے پر تلے بیٹھے ہیں وہ سکھ اور چین کی نیند سو رہے ہیں۔ یہ اندوہناک المیے انہیں خواب خرگوش سے اٹھا نہیں پا رہے، اسلام کے شعائر، بے گناہ افراد، پاکباز خواتین اور معصوم بچوں کا بہتا ہوا خون ان کے بحر سکون میں اضطراب و بے چینی کی ہلکی سی لہر اٹھانے کا باعث بھی نہیں بن رہا، بابری مسجد پر پورے عالم اسلام کا شدید رد عمل اور ہیجان و اضطراب بھی ان کے لیے کوئی دبا اضطراب نہ بن سکا۔ وہ جو کویتی عوام کی آزادی کے لیے دنیا کی خوفناک ترین جنگ لڑنے کے لیے لمحہ بھر میں تیار ہو گئے۔

یہاں کچھ کرنا تو درکنار کی بات، کچھ کہنے سے بھی گریزاں ہیں حالانکہ مذہبی شعائر کے تحفظ اور کشمیر کے بارے میں سلامتی کونسل کی قراردادیں موجود ہیں۔ لیکن المیہ تو یہ ہے یہاں ان کے مفادات اور قراردادوں سے ہم آہنگ نہیں ان کا حقوق انسانی کا نعرہ ان کے اپنے مفادات کا اہین منت ہے ان کے ضمیر کی بیداری ان کی اپنی پالیسیوں کی تابع ہے اغیار تو پھر بھی اغیار ہیں مگر اپنوں کا کردار بھی تو پرایوں سے کم نہیں کیا پاکستان سمیت مسلمان ممالک کو بابری مسجد کی شہادت میں بھارتی حکومت کا وحشیانہ کردار، معلوم نہیں کیا انہیں بھارت اور مقبوضہ کشمیر میں خون مسلم اور عزت و عصمت کے لوٹے جانے کا پتہ نہیں؛ بھارت کے ساتھ اسرائیل کے مستحکم روابط آشکارا ہو جانے کے بعد بھی مسلمان ممالک بالخصوص عرب ممالک اس سے ناطہ کیسے قائم رکھے ہوئے ہیں۔

پاکستان کو بھی بھارت سے دوستی کا خواہشمند ضرور ہونا چاہیئے ——— لیکن بابری مسجد کی شہادت اور مسئلہ کشمیر کے ہوتے ہوئے بھی؟ — بے گناہ مسلمانوں کے خون بہلنے کے باوجود بھی؟ ——— مسلمان عورتوں کی عزتیں لٹتے ہوتے دیکھ کر بھی؟ ——— اسرائیل سے بھارت کی بغلگیری کے علی الرغم بھی؟ — اور اس کے باوجود بھی کہ اب بھارتی ہندو علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ نعوذ باللہ خانہ کعبہ بھی طلوع اسلام سے قبل ہندو مندر تھا؟ ——— اور اس کے باوجود بھی کہ اسرائیل بھارت کے تعاون اور توسط سے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے اور براہ راست اور علی الاعلان پاکستان کو ختم کرنے کے اعلانات کر رہا ہے ہم بہرحال محو حیرت ہیں ارباب اقتدار کی مبہم پالیسیوں پر ——— اور کف افسوس مل رہے ہیں مسلمانوں کی خود یافتہ بے کسی و مجبوری پر ——— بھارت میں مسلمان جس کسمپرسی کی زندگی گذار رہے ہیں اس کا اصل ادراک تو شاید ہم نہ کر سکیں۔ بھارتی حکومت اور وہاں کے انتہا پسند ہندو، سکھوں سمیت غیر ہندو قوموں بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ جو برتاؤ کرتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ خانہ خدا کی بے حرمتی اور اسے شہید کرنے کا واقعہ مجموعی اور انفرادی طور پر ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنے پر مجبور کرتا ہے کہ آخر وہ کون سے عوامل ہیں جن کے باعث مسلمان قوم کی تذلیل کا یہ لمحہ بھی آن پہنچا اقبال مرحوم کی بات کتنی درست تھی۔ ؏ قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

آج ہم ایک قوم سے ٹوٹ کر نسلی، علاقائی اور لسانی طبقوں میں بٹنے کی روش پر گامزن ہیں ہمارے لیے ذاتی اقتدار و منفعت اولیت حاصل کر چکی ہے ہمیں اپنے خاندانی رسم و رواج اور عزت و ناموس اور جاہ و حشمت زیادہ عزیز ہے ہم اقتدار کی کھینچا تانی میں ایک دوسرے کو کمزور کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں ایسے میں ہمیں اپنے گھر سے کوسوں دور اس مسجد کی آواز کیسے سنائی دے سکتی تھی جہاں کبھی صدائے لا الٰہ گونجا کرتی تھی آج اس مسجد سے گرنے والی ایک ایک اینٹ مسلمانوں کی غیرت و حمیت پر ضرب لگا رہی ہے اس پاک جگہ پر ناپاک ہندوؤں کے قدم خواب غفلت میں مدہوش مسلمانوں کو جھنجھوڑتے ہیں اس تاریخی مسجد کا محاصرہ کرنے والے ہندو ان مسلمانوں کی روح کو ضرور

مضطرب کر چکے ہوں گے جنہوں نے لاہور میں ایک رات میں مسجد تعمیر کی تھی اور ان کی روحیں کف افسوس مل رہی ہوں گی کہ ایک رات میں مسجد تعمیر کرنے والی قوم ساڑھے چار سو سال سے زیادہ عرصہ کی مسجد کو بچانے میں ناکام رہی۔

ہم سمجھتے ہیں یہ جو کچھ کیا گیا مسئلہ کشمیر سے توجہ ہٹانے کے لیے اور ایک عالمی سازش کے تحت صرف مسلمانوں کو آزمانے کے لیے ــــــ مگر یاد رہے کہ ..... مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی جو لہر اٹھی ہے اس میں بھارتی سامراج کے تمام تر وحشیانہ ہتھکنڈوں اور بے اندازہ ظلم و تشدد کے باوجود ہر لحظہ شدت آرہی ہے کشمیری مسلمان اپنے سر ہتھیلی پر سجائے میدان کارزار میں فقید المثال عزم و جرأت کے ساتھ اُتر پڑے ہیں اب کوئی بھی دنیوی طاقت انکے راستے کی دیوار نہیں بن سکتی وہ اپنے خون مقدس سے اپنی آزادی کی لازوال داستانیں رقم کر رہے ہیں برہمنی افواج کی سنگینیں اور ہندو وحشیوں کی آگ نکلتی بندوقیں اب شمع آزادی کے پروانوں کے حوصلوں کو شکست نہیں دے سکتیں انشاء اللہ فتح و کامرانی اولوالعزم مجاہدین کا مقدر بن کر رہے گی۔ پنتالیس سال تک بیہمانہ تشدد کی چکی میں پسنے کے بعد اب انہیں مزید دبائے رکھنا اس ہندو سامراجی طاقت کے بس کی بات نہیں رہی۔ کشمیر کا مسلمان انگڑائی لے چکا ہے، میدان کرب و بلا میں وہ شدید ترین آزمائشوں کے مدمقابل بڑی جرأت، پامردی اور استقلال کے ساتھ ثابت قدمی کا عدیم النظیر مظاہرہ کر رہا ہے اور اب اس کی جرأتوں سے ظلم پسپا ہو کر رہے گا ظالم کے دست و بازو شل ہو کر رہ جائیں گے۔ اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو جائے گا اس کی نخوت اور تکبر کا بُت پاش پاش ہو جائے گا اس کا سر پُرغرور جھک کر رہے گا اس کے قوی ناطاقتی میں بدل کر رہیں گے اپنی قوت اور شوکت کا گھمنڈ اسے ملیا میٹ کر دے گا یہاں تک کہ اپنا ہی گھر اسے کاٹ کھانے کو دوڑے گا وہ اپنی ہی چار دیواری میں پناہ ڈھونڈے گا لیکن اسے پناہ نہیں ملے گی۔ برہمنی سامراج کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ فطرت کی تعزیریں بڑی سخت ہوتی ہیں روس جیسی سپر طاقت افغانستان میں بربریت کر کے خود نیست و نابود ہو گئی ہے۔ بھارت تو روس کے مقابلے میں بہت چھوٹی سامراجی طاقت ہے، یہ اپنے گھناؤنے جرائم کا ردعمل کیونکر برداشت کر پائے گی۔ بھارت سمیت حقوق انسانی کے نام نہاد علمبردار بھی ذلیل و رسوا ہوں گے اور ان کے ہتھکنڈے۔ کامیابی و کامرانی کشمیری مجاہدین اور مسلمانوں کا مقدر بنے گی۔ فتح و نصرت ان کے قدم چومے گی اس لیے کہ خدا کی طاقت ان کے ساتھ ہے اور اس طاقت کے سامنے انسانی حقوق کے نام نہاد علمبرداروں کی حیثیت ہی بھلا کیا ہے!

پروفیسر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی
ایم اے پی ایچ ڈی برمنگھم

یورپ اور امریکہ کے جدید مشینی ذبح خانے کی سیر

اور اس سے اسلامی ذبیحہ حاصل کرنے کی صورت

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

اگست ۱۹۹۰ء میں امریکہ کی مشہور ریاست کیلیفورنیا میں آنا ہوا یہ شمالی امریکہ کی سب سے بڑی ریاست ہے پھلوں، فصلوں، پرندوں اور جانوروں کی افزائش نسل کے اعتبار سے یہ امریکہ کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ یہاں مرغیوں کو ذبح کرنے کے لیے بڑے بڑے مذابح ہیں مسلمانوں نے یہاں ایک بڑے مذبح سے اپنے لیے حلال ذبیحہ حاصل کرنے کے لیے معاملہ طے کیا ہوا ہے ان مسلمانوں کی بڑی خواہش ہے کہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو حرام گوشت کھانے سے بچایا جائے۔

پیشتر اس کے کہ میں اس مذبح کی صورت عمل اور پھر اس میں مسلمانوں کی عملداری پر اپنا مشاہدہ بیان کروں جو میں نے وہاں جناب انور زاہد کی رہنمائی میں کیا وہاں کے مسلمانوں کی عمومی صورت حال اور انداز فکر و عمل پر بھی کچھ تبصرہ ضروری ہے۔ ان ممالک میں وقت بڑی قیمت رکھتا ہے اس مشینی دور میں مشینوں کی صورت عمل سے بڑی آبادیاں جو فائدہ اٹھا سکتی ہیں وہ ان چھوٹی آبادیوں کو میسر نہیں آسکتا جو اس دور جدید کی سرعت رفتار سے کنارے پر ہیں۔ ان کا اپنا عمل جتنا زیادہ وقت لے گا اتنی اس پیداوار کی قیمت بھی بڑھے گی کیونکہ وقت یہاں انتہائی قیمتی ہے پھر یہ قلیل آبادی بھی اس درجے میں نہیں کہ اگر یہ اس کثیر آبادی کی طرح اپنی مشینیں علیحدہ لگا لیں تو اس مال کا ان کے ہاں پورا نکاس ہو سکے پھر اس قلیل مقدار آبادی کی مالی قوت بھی اس میں اثر انداز ہو سکتی ہے اور حکومت اور بنکوں کی طرف سے جو مراعات کثیر آبادی کو مل سکتی ہیں ظاہر ہے کہ قلیل آبادی کی اتنی بساط نہیں ہوتی۔

ان حالات میں جو مرغیاں ان امریکی مذبح خانوں سے میسر آتی ہیں وہ قیمت میں ان سے بہت سستی ہوں گی جو مرغیاں مسلمانوں کو ان چھوٹے مذابح سے ملیں گی یہاں وقت کی زیادتی اور مزدوری کی لاگت نے اس کے نرخ کو بڑھا دیا ہے۔

اب یہ بات بھی لائق نظر ہے کہ یہاں کے مقیم مسلمان اپنے عمل میں اس درجہ پختہ کار اور محتاط نہیں جو ہم نے اسلامی ممالک میں محسوس کیا ہے اور پھر ایسے سرپھرے مسلمانوں کی بھی کمی نہیں جو ان مشینی ذبح خانوں کے ذبیحے اہل کتاب کا ذبیحہ سمجھ کر انہیں بلا تامل کھاتے ہیں اور مسائل میں فقہی باریکیوں کو تو کوئی سنتا ہی نہیں عجیب پریشانی ہے۔

یہاں یہ محسوس ہوتا ہے کہ مذاہب اربعہ میں سے جس مذہب پر بھی کچھ گنجائش نکلے یہاں کے مسلمانوں کو ان بڑے ذبح خانوں میں کچھ اپنی قیود شامل کرکے حلال گوشت کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

یہ یہاں کی عمومی صورت حال ہے اب ان ذبح خانوں کی مشینی صورت حال پر بھی ایک نظر کر لیں میں نے اس ذبح خانے کو تفصیلاً دیکھا ہے۔

۱۔ ٹرکوں کی مختلف تہوں میں مرغیاں اس میں لائی جاتی ہیں اور ذبح خانے میں آتے ہی ان پر ایک نیلی قرمزی روشنی چھوڑی جاتی ہے جس سے وہ اندھی یا بہت کمزور نظر ہو جاتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی انہیں ایک لائن پر ترتیب وار لٹکا دیا جاتا ہے اندھے ہونے کے باعث وہ اب اس مشینی عمل کو نہیں دیکھ سکتیں جو ان پر چند لمحوں میں گزرنے والا ہے۔ لائن کے ساتھ مزدور کھڑے ہیں جو مزید مرغیاں لگاتے چلے جاتے ہیں اور لائن آگے سرکتی جاتی ہے۔

۲۔ لائن پر لٹکی ہوئی مرغیاں اس خاص مقام پر آجاتی ہیں جہاں ایک خودکار مدور چھری (جو بجلی کی قوت سے گھومتی ہے) چل رہی ہے، مرغیاں اس چھری پر اس طرح آتی ہیں کہ ان کی گردنوں کا مقام ذبح اس چھری پر آجاتا ہے اور وہ ذبح ہو جاتی ہیں اس کے چار فٹ کے فاصلے پر آدمی کھڑے ہیں جو دیکھتے جاتے ہیں کہ گردن کی تمام رگیں صحیح کٹی ہیں یا نہیں؟ مرغی ابھی پھڑپھڑا رہی ہوتی ہے ان کے ہاتھ میں چھری ہوتی ہے اگر کسی مرغی کی رگیں صحیح طور پر نہ کٹی ہوں تو یہ شخص اسے چھری سے درست طور پر کاٹ دیتے ہیں اس طرح ایک ایک مرغی ان کے نوٹس میں آجاتی ہے کہ اس کی رگیں صحیح کٹی ہیں یا نہیں اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی مرغی کہیں لائن پر لٹکی تو مر نہ گئی تھی۔

۳۔ آگے جا کر مرغیاں چند لمحوں کے لیے گرم پانی میں ڈالی جاتی ہیں پانی کی گرمی سے ان کے پر اکھڑنے کے لائق ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں اگلی مشین لے لیتی ہے جہاں اس کے پر سب اتر جاتے ہیں مرغیاں اتنی دیر گرم پانی میں نہیں رہتیں کہ اس کا اثر گوشت میں سرایت کر جائے اور پھر پر اترتے ہی وہ ایک ٹھنڈے درجے میں آجاتی ہیں وہاں سے اگلے حصہ میں ہر مرغی کا پیٹ چاک ہو جاتا ہے اور آنتیں وغیرہ باہر آجاتی ہیں اور ان پر وہاں نگران کارکن بھی موجود ہوتے ہیں جو صفائی اور گوشت کے داغوں کو برابر چیک کرتے ہیں اور آگے جا کر یہ گوشت بالکل صاف ہو کر سامنے آجاتا ہے مرغیاں ان تمام مراحل سے تقریباً آدھ گھنٹہ میں گزر جاتی ہیں۔

مسلمانوں نے کاروباری نقطہ نظر سے ان سے معاملہ یوں طے کیا ہے کہ جب ان کی مرغیاں (جنہیں وہ حلال بنا کر لینا چاہتے ہیں) لائن پر آئیں تو لائن پر ایک کپڑا بندھا ہوا ہو جس کے بعد یہ مرغیاں آنی شروع ہوں (یہ کپڑا علامت کے طور پر ہوتا ہے کہ اب آنے والی مرغیاں اور ہیں)۔

اس کے بعد مسلمان اس مشین پر ہاتھ رکھتا ہے جس میں وہ مدور چھری لگی ہے جس پر مرغیاں لائن میں چلی آرہی ہیں اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہے اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اس مرغی پر تکبیر پڑھ رہا ہے جو ابھی اس مشینی چھری پر

سے گزر رہی ہے ضروری نہیں کہ ہر ایک مرغی پر یہ پورا پڑھا جاسکے کیونکہ مرغیاں آنے کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے ہاں کسی پر بسم اللہ کافی اور کسی پر اللہ اکبر پڑھا گیا ہو تو گمان کیا جاسکتا ہے کہ سب پر خدا کا نام لے لیا گیا ہے۔

اس صورت عمل میں عمل ذابح یکسر مفقود ہے ذابح خود کار مدور چھری ہے اور اسے چلانے اور روکنے میں اس شخص کا کوئی دخل نہیں جو مشین پر ہاتھ رکھے ہر مرغی پر اللہ کا نام لیے جا رہا ہے مسلمان حضرات کے لیے اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

یہاں تک وہ نقشہ سامنے لانا تھا جو احقر نے اس ذبح خانے کا مشاہدہ کرتے ہوتے دیکھا اب احقر اس کی کچھ تفصیل کرتا ہے کہ شریعت مطہرہ میں ذبح اسلامی کی بنیاد کیا ہے۔

الجواب وہو الموافق للصواب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شریعت میں ذبح اسلامی کی بنیادی شرط انہار دم ہے کہ حلال جانور کا خون اس طرح نکال دیا جائے کہ پاک گوشت ناپاک خون سے علیحدہ ہو جائے۔ مردار اسی لیے حرام ہے کہ اس میں خون گوشت میں جذب ہو گیا ہوتا ہے۔ ہدایہ میں سب سے پہلی شرط ذبیحہ یہی بیان کی گئی ہے کہ الذکوۃ شرط حل الذبیحۃ۔

زکوۃ سے مراد شرعی طور سے جس سے شرع میں جانور حلال ہو جائے گردن کاٹنا ہے۔

غذا کی نالی، سانس کی نالی اور سانس کی نالی قصبۃ الریہ کے گرد دو رگیں (ودجین) کسی تیز دھار آلہ سے کٹ جائیں یا اکثر کٹ جائیں تو دم مسفوح خارج ہو جاتا ہے نیز تیز دھار آلہ سے نہ کٹیں تو بہت سا خون اندر ہی جذب ہو جاتا ہے، سو ذبح اسلامی کے لیے پہلی شرط یہ انہار دم ہے دوسری شرط یہ ہے کہ وقت ذبح اس پر غیر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اس لیے کہ جس طرح حلت ذبیحہ کے لیے شرط سلبی ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ہے (پ ۸ ، الانعام) اسی طرح شرط ایجابی فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مومنین (پ ۸ ، الانعام) بھی ہے اور حنفیہ جو متروک التسمیہ کو حلال فرماتے ہیں وہ تاویلاً تسہیلاً فرماتے ہیں کہ چونکہ ہر مومن کے قلب میں اللہ کا نام رہتا ہے اور وہ لینا چاہتا تھا مگر بھول گیا حتیٰ کہ اگر عمداً نام لینا ترک کر دے تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

عمل ذابح (عمل ذابح مطلق درجہ میں ہے اور عام ہے جو کہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ شرط ہے ہکذا فی الروایۃ الصحیحہ) شکاری کتا شکار پر چھوڑا جائے اور اس کے دانت سے اس کا خون بہہ جائے۔ انہار دم ہو جائے تو باوجودیکہ یہاں عمل ذابح بلاواسطہ نہیں پایا گیا شکار حلال ہے۔ بلاواسطہ ذابح کی شرط صرف ذبح اختیاری میں ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو۔ حضرت امام شافعی کے ہاں ذابح کا ذوی العقول میں سے ہونا ضروری نہیں سو عمل ذابح بلاواسطہ کو اسلامی ذبیحہ کا رکن قرار دینا درست نہیں۔

کسی مسلمان نے اللہ کا نام لے کر تیر چلایا اس تیر نے پرندے کو ذبح کر ڈالا اس پرندے کے ذبح ہونے میں عمل

ذابح براہ راست نہیں پایا گیا اسی طرح مشین پر لگی مدور چھری اگر مرغیوں کو ذبح کرتی جائے اور کوئی مسلمان یا کتابی اللہ کا نام لے کر مرغیوں کو اس پر چھوڑتا جائے یا اسی چھری کی طرف دھکیلتا جائے تو اس صورت میں ذابح اور معین ذابح کے عمل سے ذبح اسلامی وجود میں آ جائے گا۔

ایک جگہ مشین لگی ہے اور اس پر ایک گول چھری اس پر نصب ہو جو بجلی کی قوت[1] سے چل رہی ہو اب ایک مسلمان مرغی کا گلا اللہ کا نام لے کر اس پر رکھ دیتا ہے اور وہ مرغی ذبح ہو جاتی ہے یہاں آلہ ذبح مسلمان کے ہاتھ میں نہیں نہ اس کی حرکت اس کے قبضہ میں ہے تو اگر اس طرح ذبح شدہ مرغی حلال تصور ہونی تو اگر کوئی مسلمان دس فٹ کے فاصلے سے مرغیوں کو اللہ کا نام لے کر اس چھری کی طرف دھکیل رہا ہے تو سوائے اس کے کہ اس کے تکبیر پڑھنے اور اس مرغی کا گلا کٹنے میں وحدت وقت نہیں اور کیا فرق باقی رہ جاتا ہے :

شریعت محمدی میں ذبح اضطراری میں یہ وحدت وقت شرط نہیں اسی لیے وہاں عمل ذابح (براہ راست) کو ذبح اسلامی کا رکن نہیں مانا گیا جو کسی وقت بھی منتفی نہ ہو سکے۔

پھر اس عموم ابتلاء کو بھی سامنے رکھا جائے کہ یورپ اور امریکہ کے موجودہ حالات میں ایک فقہ کی پابندی پر عمل مشکل ہے کسی دوسری فقہ سے کچھ گنجائش بھی ملتی ہو تو لوگ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں امت کی امت اس ابتلاء کا شکار ہے۔

ان حالات میں مشینی ذبح خانوں کے ذبیحہ کو اگر ذبح اضطراری پر قیاس کر لیا جائے اور اس میں براہ راست عمل ذابح کو ضروری نہ ٹھہرایا جائے تو امت کے لیے سہولت کی راہ نکل آتی ہے لوگ احساس گناہ کے ساتھ مشینی ذبیحے کھاتے رہیں اور یہ ذوق گناہ انہیں شریعت سے بالکل ہی فارغ کر دے کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ جو ممکن اور سہل صورت بھی نکل سکے اس میں شرعی قواعد سے غور کیا جائے۔

جہاں تک احقر سمجھ سکا ہے مسئلہ زیر غور میں ایک ذبح اختیاری کو ذبح اضطراری پر قیاس کرنا ہے مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ نے مشینی ذبح کو ذبح اضطراری پر قیاس کرنا جائز قرار دیا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

الجواب : ذبح کا مسنون اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رُخ اس کے بائیں پہلو پر لٹا کر ذبح

---

[1] وہ چھریاں اگرچہ بجلی کی قوت سے چل رہی ہیں لیکن بٹن دبانے والا جس سے وہ چھریاں چلنے لگتی ہیں مسلمان یا ایسا اہل کتاب ہو جو کسی غیر اللہ کا نام نہ لیتا ہو بلکہ بسم اللہ، اللہ اکبر کہتا ہو کہ کر بٹن دبا دے کہ چھری چلنے لگے پھر لائن پر کھڑا مسلمان مرغیوں کو چھری پر دھکیلتا رہے اور دھکیلنے پر اللہ کا نام لیتا رہے تو باشارہ نصوص بالواسطہ ذابح و معین ذابح دونوں کا مسلمان یا اہل کتاب ہونا ثابت ہو کر ذبیحہ حلال رہے گا۔

کرنے والا بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہوا چھری اپنے ہاتھ سے اس کی گردن پر چلاتا ہوا گردن کی چاروں رگوں (حلقوم، ودی، ودجین) کو کاٹ کر دم سائل بہا دے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو کہ ذابح براہِ راست خود گلے پر چھری چلائے مگر انہارِ دم اپنی شرائط و قیود شرعیہ کے تحت ہو جائے جب بھی وہ ذبیحہ جائز اور حلال کہا جائے گا جیسے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر بذریعہ کمان تیر چلا کر شکار کر لینا اور اسی چیز کے ذریعہ انہارِ دم کو باقی قرار دینا اور ذبیحہ کو حلال سمجھنا یا بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے ساتھ کلب معلم کو شکار پر چھوڑنا اور اس کے دانتوں کے ذریعہ انہارِ دم کو کافی مذبوح اور حلال سمجھنا وغیرہ بہت سی صورتیں اس کی مثالیں مل سکتی ہیں اور اسی طرح مشینی ذبیحہ میں بھی اگر بٹن دبا کر چھری چلانے والا کوئی مسلمان یا اہلِ کتاب ہو اور بٹن دباتے وقت کسی غیر اللہ کا نام نہ لیتا ہو بلکہ صرف اللہ کا نام لیتا ہو۔ مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہو اور چھری غیر مسلموں کے جھٹکے کی طرح گردن نہ اڑا دیتی ہو بلکہ ذبح کی طرح چاروں رگیں پہلے کاٹ لی ہوں اور دم سائل اچھی طرح خارج ہو جاتا ہو تو وہ ذبیحہ بلا شبہ حلال اور جائز رہے گا اور یہ بات الگ رہے گی کہ یہ طریقہ اور عمل خلافِ سنت مسلوکہ ہونے کی وجہ سے مکروہ اور قبیح شمار ہو اور اصلاح کی کوشش کرنا ان لوگوں پر جو اصلاح پر قدرت رکھتے ہوں حسبِ قدرت و استطاعت ضروری ہے اور پھر جب یہ معلوم ہے کہ وہ بٹن دبانے والے اہلِ کتاب ہی ہوتے ہیں تو غالب گمان یہ ہے کہ وہ محض اللہ ہی کا نام لیتے ہوں گے کبھی غیر اللہ کا نام نہیں لیتے ہوں گے جیسا کہ یہود کے ہاں یہی طریقہ رائج ہے کہ وہ محض اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اس لیے جب تک دلیل سے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ غیر اللہ کا نام لیتے ہیں۔ جیسے عزیر ابن اللہ مسیح ابن اللہ وغیرہ کا نام لیتے ہیں یا قصداً اللہ کا نام لینا ترک کر دیتے ہیں حرمت کا حکم نہ لگائیں گے اور نہ کاوش و کرید کرنا ذمہ میں لازم ہوگی۔ البتہ اگر قرائن قویہ صحیح سے اللہ کا نام لینا قصداً ترک کر دینے کا یا غیر اللہ کا نام لے لینے کا شبہ ہو یا شرائط و قیود شرعیہ جن کی رعایت علتِ ذبح کے لیے ضروری ہے مفقود ہو جانے کا شبہ ہو تو پھر نہ کھانے میں احتیاط ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین عفی عنہ
دار العلوم دیوبند ۱۸/۷/۹۱ھ

الجواب الصحیح
محمود غفرلہ

احقر اپنے مشاہدہ کی روشنی میں ان ممالک کے مسلمانوں کو دو اور باتوں کا پابند کرنا چاہتا ہے بہت ممکن ہے کہ دوسرے ذہن اس تجویز کے بعد اس مشینی عمل کو انسانی ذبح بھی سمجھ لیں اور اس میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔

۱۔ مدور چھری سے جو مرغیاں کٹ کر آتی ہیں ابھی وہ پھڑپھڑا رہی ہوتی ہیں کہ تین چار فٹ کے فاصلے پر کھڑے ملازم ان کی گردن دیکھتے ہیں کہ رگیں پوری کٹی ہیں یا نہیں؟ اگر پوری نہ کٹی ہوں تو وہ ہاتھ کی چھری سے انہیں کاٹ دیتے ہیں اس وقت مرغی کی جان پوری نہیں نکلی ہوتی لتنے کم وقت میں دیکھ کر فیصلہ کر لینا کہ چاروں رگیں کٹ چکی ہیں یا نہیں دشوار ہے اس لیے بہتر ہے کہ وہ ملازم مسلمان یا اہلِ کتاب جو بوقتِ ذبح غیر اللہ کا نام نہ لیتا ہو اور اللہ کا نام لیتا ہو

اس دیکھنے اور چھری پھیرنے کا عمل کرتا رہے تو یہ عمل بھی اعانتِ ذبح کے حکم میں ہو کر کافی ہوگا۔ سو اس عمل کو ہر مرغی پر نافذ کیا جاتے اور اللہ اکبر پڑھ کر اسے ہاتھ کی چھری سے بھی کاٹا جاتے اور مدد رچھری کی کاٹ کو بلی کی کاٹ کے حکم میں لے کر اس دوسری کوشش کو انسانی ذبح سمجھ لیا جاتے یہاں ہاتھ سے چھری پھیرنے والے مسلمان ہوں تو اس سے اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہ رہ جائے گا یہ دوسرے مرحلہ میں اللہ اکبر کہنا مردہ جانور پر تکبیر نہیں بلکہ تڑپتے جانور پر تکبیر پڑھنا اور چھری چلانا ہے اور یہ اعانتِ ذبح ہے۔

اس میں مسلم منتظمین کو اپنے بڑے پلانٹ میں صرف دو آدمیوں کا اضافہ کرنا ہوگا پہلے دو آدمی احتیاطاً گر دنیں دیکھتے ہیں اس نئی صورت میں وہاں چار مسلمان کھڑے کرنے پڑیں گے جو ہر ایک مرغی پر جلدی میں اللہ اکبر کہہ دوسری چھری پھیر دیا کرے اور یہ تکبیر اور عمل ذبح ایک ساتھ ہے۔

۲۔ جو ملازمین مرغیوں کو ریل سے لٹکا کر مشینی چھری کی طرف دھکیلتے ہیں وہ ہر مرغی پر اللہ اکبر پڑھ کر اسے اس طرف دھکیلیں۔ جس طرح ذبح اضطراری میں اللہ اکبر پڑھ کر تیر پھینکا جاتا ہے اور اللہ اکبر پڑھنے اور پرندے کا گلا کٹنے میں وحدتِ وقت نہیں ہوتی یہاں بھی مرغی کا گلا تکبیر کے دو لمحے کے بعد کٹے گا۔ حنفیہ کے ہاں تکبیر اور ذبح میں مجلس کے فاصلے کی اجازت نہیں۔ درمختار میں ہے۔

والمعتبر الذبح عقیب التسمیة قبل تبدل المجلس۔

لیکن ہم یہاں اسے ذبح اضطراری پر قیاس کر کے اس ذبح کا اعتبار کر رہے ہیں۔
ان دونوں باتوں کا اہتمام کرنے سے اس کے اسلامی ذبیحہ ہونے میں کوئی شک نہ رہے گا۔

حضرت مولانا محمد ظہور الحق ظہور

انسانی حقوق کا تحفظ اور عظمت و اہمیت

تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں

اولاد کا پہلا حق، تحفظِ جان

والدین کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اولاد کا سلسلۂ حیات منقطع کریں۔ رومۃ الکبریٰ کی تہذیب کے علمبرداروں میں ایک باپ کو اولاد کو مار ڈالنے کا کلی اختیار تھا۔ زمانہ قدیم میں بُت پرست قومیں اور زمانہ جاہلیت میں حضورؐ کی بعثت سے قبل عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور کہیں عرب میں افلاس کی وجہ سے اولاد کشی کی جاتی تھی اور کہیں دیوتاؤں کی خوشنودی کے لیے بچوں کو قربان کیا جاتا تھا۔ اسلام نے قرآن مجید اور تعلیمات نبوی کے ذریعے ان تمام رسومات اور باطل عقیدوں پر ضرب کاری لگائی اور ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق. نحن نرزقکم وایاھم (الانعام۔۱۵۱) اور مفلسی کے ڈر سے اپنے بچوں کو نہ مار ڈالو، ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں۔ اِس ارشاد ربانی میں اولاد کی جان کو تحفظ دیا گیا لہٰذا والدین پر اولاد کا پہلا حق یہ ہے کہ وہ اس کی جان کی حفاظت کریں۔

دوسرا حق، مکمل رضاعت کا ہے

والدین پر اولاد کا صرف یہی حق نہیں ہے کہ ان کی زندگی کا تحفظ کیا جائے بلکہ یہ بھی ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے والوالدات یرضعن اولادھنّ۔ (البقرہ۔۲۳۳) باپ چاہیں تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔

تیسرا حق، اولاد کے درمیان عدل و مساوات کا برتاؤ کرنا

والدین کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان تفریق کریں، خصوصاً لڑکے اور لڑکی کے درمیان، کیونکہ اولادِ نرینہ سے بیٹیوں کے مقابلے ترجیحی سلوک رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا۔

ایک صحابی نے اپنے لڑکوں میں سے کسی ایک کو ایک غلام ہبہ کیا۔ اور چاہا کہ آنحضورؐ کی شہادت ہو۔ حضورؐ نے دریافت کیا کیا تو نے اپنے ہر لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا کہ میں ایسے ظالمانہ عطیہ پر گواہ نہ ہوں گا۔ (ابوداؤد کتاب البیوع۔ بحوالہ حقوق العباد ص۹۵)

تو ہر معاملہ میں حتیٰ کہ عطیات میں بھی اولاد کے ساتھ مکمل عدل کا سلوک ہونا چاہیے۔

چوتھا حق، رزق حلال پر پرورش

والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ اولاد کی پرورش رزق حلال سے کریں۔ امام حسنؓ چھوٹے سے بچے تھے تو انہوں نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈال لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ میں انگلی ڈال کر یہ فرماتے ہوئے اگلوائی کہ صدقہ آلِ محمدؐ پر حرام ہے۔

حقوق الزوجین

حقوق العباد میں سے میاں بیوی کے حقوق بھی ہیں۔ حضور نبی کریمؐ کی بعثت اور ظہور کے وقت ساری دنیا میں عموماً اور عرب میں خصوصاً عورتوں کی حالت انتہائی ابتر تھی اور اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا تھا کہ مرد اور عورت دونوں آدم کی اولاد اور اللہ کی مخلوق ہیں۔ اور ان کا ازدواجی تعلق انسانی تمدن کی بنیاد ہے۔

ایسے حالات میں محبوب خدا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم عالم نسواں کا مقدر سنوارنے کے لیے سراپا رحمت بن کر آئے اور دنیا کو درس دیا، تعلیم دی کہ کس طرح ہمہ وقت اور ہمہ جہت مصروفیات کے باوجود ازدواجی زندگی خوشگوار بنائی جاسکتی ہے۔ تعلیمات نبوی میں عورتوں کے احترام کو معاشرہ میں لازمی قرار دیا گیا۔

بیوی کے شوہر پر حقوق

اسلام نے عورت کو بحیثیت بیوی بہت سے حقوق سے نوازا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ تعلیمات نبوی میں (جو قرآن و حدیث پر محتوی ہے) عورت کا ایک حق مرد پر "حسن معاشرت" ہے ارشاد ربانی ہے۔ وعاشروھن بالمعروف (النساء - ۱۰) "ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو" حضورؐ نے فرمایا، سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو اور تم میں بہترین وہ ہے جس کا سلوک اپنی اہلیہ کے ساتھ سب سے اچھا ہو۔ (ترمذی)

نیز آپؐ نے فرمایا کوئی مسلمان شوہر اپنی مسلمان بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی ایک عادت پسند نہیں آتی تو دوسری اور عادتیں پسندیدہ ہوں گی۔ (مسلم)

بیوی کیلئے تفریح و دل بستگی کے جائز مواقع فراہم کرنا

اہل و عیال کو خوش رکھنا بھی حضورؐ کے نزدیک دینی خدمت ہے آپؐ اپنی اہلیہ کی دلجوئی کے لیے ان کے گھر کے کام کاج میں تعاون فرماتے اور ہاتھ بٹاتے تھے۔

معاشی تحفظ

مرد کے فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کارزار حیات میں تگ و دو کر کے اہل و عیال کے لیے حلال روزی مہیا کرے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے ولزوجک علیک حق (بخاری کتاب الصوم)

"اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے"۔

ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ کسی شخص کی بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ حضورؐ نے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ جب تو کھائے تو اس کو کھلائے اور جب تو پہنے تو اسے پہنائے اس کے چہرہ پر نہ مارے اس کو بددعا کے الفاظ نہ کہے اور اگر اس سے ترک تعلق کرے تو صرف گھر میں کرے۔

عدل و مساوات

عورت کا حق یہ بھی ہے کہ مرد اس کے ساتھ مکمل عدل و مساوات روا رکھے یہاں تک کہ خورد و نوش اور طعام و لباس کے معاملات میں بھی۔ فقہی لحاظ سے مرد کے فرائض اور عورت کے

پانچواں حق، اچھی تعلیم و تہذیب

ارشاد نبوی ہے کہ باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لیے اس سے بڑھ کر نہیں کہ وہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے۔ (ترمذی، کتاب البر۔ مسند امام احمد)

اولاد کا چھٹا حق، تربیت اخلاق

یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا وقودھا الناس والحجارۃ۔ (التحریم۔ ۶) اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ باپ کا اپنے بچے کو کوئی ادب سکھانا ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے آپؐ کا ارشاد ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اسے مار کر نماز پڑھاؤ اور اسے الگ سلاؤ۔

عام رشتہ داروں کے حقوق کا اہتمام

والدین کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک و احسان کا حق معلوم کرنے کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ عام رشتہ داروں کے حقوق بھی ہم پر عائد ہوتے ہیں جو کم از کم ان کے ساتھ حسن معاشرت اور عمدہ سلوک ہے اور اگر وہ حاجت مند ہوں تو ان کی مالی امداد بھی اپنی وسعت کے مطابق اس میں داخل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وات ذا القربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرًا (بنی اسرائیل۔ ۲۶) "اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اڑا بے جا۔" اس آیت میں اہل قرابت اور مسکین و مسافر کو مالی مدد دینے اور صلہ رحمی کرنے کو ان کا حق فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ دینے والے کو ان پر احسان جتانے کا کوئی موقع نہیں کیونکہ ان کا حق اس کے ذمہ فرض ہے۔ دینے والا اپنا فرض ادا کر رہا ہے کسی پر احسان نہیں کر رہا اور سورہ نساء آیت ۳۶ میں ارشاد ہے۔ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئًا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم۔ "اور تم سب اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی یعنی پاس بیٹھنے والے ہم نشین اور مسافر، اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو۔"

الصاحب بالجنب سے مراد ہم نشین دوست بھی ہے اور ایسا شخص بھی جس سے کہیں کسی وقت آدمی کا ساتھ ہو جائے، یہ عارضی ساتھ اور ہمسائیگی بھی ہر مہذب اور شریف انسان پر ایک حق عائد کرتی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حتی الامکان اس کے ساتھ نیک برتاؤ کرے اور اسے کوئی تکلیف دینے سے اجتناب کرے۔

حقوق ۔ ادائیگی مہر، ادائیگی نفقہ، ظلم سے اجتناب۔

شوہر کے حقوق بیوی پر ۱۔ شوہر کا ہر حکم بجالانا بشرطیکہ کوئی حکم اللہ تعالیٰ کے حکم سے متصادم نہ ہو۔ غرض ایک اچھی بیوی کی خصوصیت اطاعت شوہر ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے زیادہ اچھی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اسے دیکھے تو خوش کر دے، جب اسے حکم دے تو بجالائے۔ اپنی ذات اور مال کے بارے میں ناگوار بات نہ کرے۔

۲۔ بیوی شوہر کے گھر، مال و اسباب و عزت کی نگہداشت کرے۔

۳۔ اولاد کی تربیت کرے۔

۴۔ بیوی اپنے مطالبات کی وسعتوں کا جائزہ لے اور ان کو صرف حلال و مباح کی حدود تک محدود رکھے۔ مرد پر ناجائز اور مرد کی وسعت و استطاعت سے زیادہ مطالبات کر کے اس کو حرام خوری اور حرام کمائی پر مجبور نہ کرے۔ تاکہ مرد کو یہ نہ کہنا پڑے۔

اُلٹے اُلٹے مطالبات نہ کر زندگی اس قدر رنگیں نہیں

ملک کے باشندوں پر حکومت و ریاست کے حقوق نظام اسلامی و تعلیمات نبوی کی روشنی میں باشندوں پر حکومت کے حقوق یہ ہیں۔

۱۔ حکومت کی اطاعت کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" (النساء ۔ ۵۹) اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور ان کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔

۲۔ قانون کا احترام کریں نظم و نسق میں خلل نہ ڈالیں اور امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا (الاعراف ۔ ۱۵) زمین میں فساد نہ کرو اس کی اصلاح ہو جانے کے بعد۔

۳۔ حکومت کے تمام بھلے کاموں میں تعاون کریں۔

۴۔ دفاع کے کام میں جان اور مال سے اس کی پوری پوری مدد کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب کو خدا کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا جاتا ہے تو زمین پر جم کر بیٹھ جاتے ہو اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (التوبہ ۔ ۳۸ ۔ ۴۱) نکلو خواہ تم ہلکے ہو یا بھاری اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

وحدت و ریاست پر عوام کے بنیادی حقوق

باہمی اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے اور محبت و اخوت کی فضا میں زندگی گذارنے اور امن و سکون برقرار رکھنے کے لیے حکومت کے ذمہ ان انسانی بنیادی حقوق کا تحفظ بھی ضروری ہے جو اسلام عطا فرماتا ہے۔ ان کی تقسیم یوں کی جاتی ہے۔

تحفظ جان

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق (بنی اسرائیل ۳۳) "قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ" جو اللہ تعالیٰ انسان کو زندگی بخشتا ہے، سلسلہ حیات کو منقطع کرنے کا بھی وہی مجاز ہے اس کے اس نظام میں مداخلت ناجائز ہے قرآن کریم میں اس کی شدید ترین وعید آئی ہے، من قتل نفسًا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعًا (المائدہ-۱۲) جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

ملکیت اور مال کا تحفظ

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیۃ النساء ۲۹، ۳۰) اے لوگو جو ایمان لائے ہو آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، لین دین ہونا چاہیئے آپس کی رضامندی سے۔

عزت و آبرو کا تحفظ

یایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرًا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب.....

ولا یغتب بعضکم بعضًا۔ (الحجرات۔ ۱۲،۱۱) اے ایمان والو! نہ تو مرد مردوں کو مردوں پہ ہنسنا چاہیئے۔ کیا عجب ہے کہ جن پہ ہنستے ہیں وہ ان ہنسنے والوں سے خدا کے نزدیک بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پہ ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ جن پہ ہنستی ہیں وہ ان ہنسنے والیوں سے خدا کے نزدیک بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ کیونکہ یہ سب باتیں گناہ کی ہیں اور ایمان لانے کے بعد مسلمان پہ گناہ کا نام لگنا ہی برا ہے...... اور نہ کوئی ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے۔

نجی زندگی کا تحفظ

یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا (النور۔ ۲۷) اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اجازت لیے بغیر داخل نہ ہو۔

ظلم کے خلاف آواز اٹھانا

لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم۔ اللہ کسی پر زبان طعن دراز کرنا پسند نہیں کرتا۔ الا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔

ضمیر، اعتقاد اور مذہب کی آزادی

لا اکراہ فی الدین (البقرہ - ۲۵۶)
" دین میں زبردستی نہیں "

افتکرہ الناس حتی یکونوا مومنین۔ (یونس - ۹۹) کیا تو لوگوں کو زبردستی مومن بنانا چاہتا ہے؟ اسلام ہر شخص کو مذہب کے بارے میں اختیار عطا کرتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے لیے کسی کو مجبور نہیں کرتا۔

مذہبی دل آزاری سے تحفظ

(الف) ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوًا بغیر علم (الانعام - ۱۰۸) یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو، پس وہ بھی پھر عداوت کی بنا پر جہالت سے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں گے۔

(ب) وجادلھم بالتی ھی احسن۔ (النحل ۱۲۵) " مذہبی اختلافات میں اگر بحث بھی کرنا پڑے تو احسن طریقے سے تاکہ دل آزاری کا موجب نہ بنے" ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن۔ (العنکبوت - ۴۶) "اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر احسن طریقے سے"۔

یہ حق کہ ہر شخص صرف اپنے اعمال کا ذمہ دار ہو کسی دوسرے کے جرم میں نہ پکڑا جائے

ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولا تزر وازرۃ وزر اخری (الانعام - ۱۶۴) " ہر متنفس جو کماتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا"

یہ حق کہ کسی شخص کے خلاف کوئی کارروائی ثبوت کے بغیر اور انصاف کے معروف تقاضے پورے کئے بغیر نہ کی جائے

یایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی مافعلتم نادمین۔ (الحجرات - ۶) "اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی گروہ کو بے جانے بوجھے نقصان پہنچاؤ اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ"۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (النساء ۵۸) "اور جب لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو"

یہ حق کہ حاجتمند اور محروم افراد کو ان کی ناگزیر ضروریات زندگی فراہم کی جائیں

وفی اموالھم حق للسائل والمحروم (الذاریات - ۱۹)

اور ان کے مالوں میں حق ہے مدد مانگنے والے اور محروم کا۔

ریاست میں رہنے والے تمام لوگوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک اور برتاؤ کیا جائے

ان فرعون علا فی الارض وجعل

ملهاشیعا یستضعف طائفة منهم یذبح ابناءهم ویستحی نساءهم انه کان من المفسدین (القصص ۔ ۴) " فرعون نے زمین پر سر اٹھایا اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کیا ان میں سے ایک گروہ کو وہ کمزور بنا کر رکھتا تھا اور ان کے بچوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا یقیناً وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔

آزادی اجتماع کا حق بشرطیکہ تعمیری و اصلاحی امور کے لیئے ہو تخریبی اور اختلافات برپا کرنے کے لیے نہ ہو۔

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئك هم المفلحون ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاءهم البینت واولئك لهم عذاب عظیم (آل عمران ۔ ۱۰۵) " تم میں کچھ لوگ تو ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے، جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے "

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حق جس میں تنقید کی آزادی کا حق شامل ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله (آل عمران ۔ ۱۱۰) " اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو "

غذا بہم رسانی اور کھانے پینے کا حق ومامن دابة فی الارض الا علی الله رزقها (ھود ۔ ۶) زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو "

یایها الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا (البقرہ ۔ ۱۶۸) " اے لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ "

زمین پر گھر بنا کر رہنے اور کمانے کھانے کا حق ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیها معایش (الاعراف ۔ ۱۰) " ہم نے تمہیں زمین میں اختیارات کے ساتھ بسایا اور تمہارے لیے یہاں سامان زیست فراہم کیا " وجعلنا النهار معاشا (النبا ۔ ۱۱) " اور ہم نے دن کو (تمہارے لیے) روزی تلاش کرنے اور کمانے کے لیے بنایا "

لباس پہننے کا حق یابنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوأتکم وریشا۔ (اعراف ۔ ۲۶) " اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے "

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد۔ ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا وفی شھرکم ھذا جو آپ کے جوامع الکلم میں سے ہے۔ انسان کے تمام شخصی وعمومی انسانی حقوق کی حفاظت ونگہداشت کی تعلیم دے رہا ہے۔

ہر خطۂ ارضی پہ ہر زمانہ میں انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام آتے رہے اور انسانوں کو انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور پھر انسانوں کے باہمی شخصی واجتماعی حقوق وفرائض کی نشاندہی کرتے رہے۔ جن اقوام نے ان انبیاء کرامؑ کی تعلیمات کو اپنایا، ان پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی اور جن اقوام نے ان ہدایات وتعلیمات انبیاءؑ کی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط واہل مدین کی طرح اجتماعی خلاف ورزی کی، ان پہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔ قرآنی حقائق وتعلیمات نبی کریمؐ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پہ صرف اس وجہ سے عذاب مسلط نہیں کیا کہ وہ اس کی عبادت سے روگردانی کرتی تھی بلکہ اس وجہ سے بھی عذاب نازل ہوا کہ وہ اجتماعی طور پہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے معاشی، معاشرتی اور بنیادی حقوق سے صرف نظر کرتی تھی۔

آج اس وقت ہمارا طرح طرح کے مصائب ومشکلات اور آئے دن آسمانی، زمینی ناگہانی حادثات کا شکار ہونا، ہماری موجودہ نفسانفسی، باہمی آویزشیں اور عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار، اندرونی خلفشار اور بیرونی خطرات، یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ ہم نے من حیث القوم حقوق اللہ سے غفلت برتنے کے علاوہ حقوق العباد کے بارے میں بھی احکامات الٰہیہ وتعلیمات نبویہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اکثر ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا کہ دن میں کتنی بار ہم حقوق العباد کی پامالی کے مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذاب وسزا کے مستوجب بنتے ہیں اگر ان تمام حقوق انسانی کا شخصی ہوں یا عمومی واجتماعی جو تعلیمات نبویہ کے مطابق مذہب اسلام ہمیں عطا کرتا ہے خیال رکھا جاتے اور ہر انسان دوسرے کے حقوق غصب کرنے یا اسے حق سے محروم کرنے کرانے سے بچے تو ہماری تفرقات اختلافات، عداوتیں ختم ہو سکتی ہیں اور ہم سب بنی نوع انسان مذہب اسلام کے سایہ میں نہایت امن اتفاق، اتحاد، محبت اطمینان اور سکون سے زندگی بسر کر سکتے ہیں اور بین الاقوامی سطح پہ مسلمانوں کو دنیا میں پھر غلبہ حاصل ہو سکتا ہے۔

الحاج ابراہیم یوسف باوا ، برطانیہ

خاندان کے سربراہ
اور
والدین کی ذمہ داریاں

باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے ان میں سب سے بہتر عطیہ اچھی تعلیم و تربیت ہے۔
(الحدیث)

۲

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ
(التحریم ۶۶ : ۶)

(یعنی) اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ تم میں سے ہر شخص اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے (بروز قیامت) اس کی نسبت (یعنی اس کے دین کے بارے میں) باز پرس ہوگی۔ مرد اپنے بیوی بچوں کا رکھوالا ہے، اس کی پوچھ ہوگی اور بیوی اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے، اس سے اس کی پوچھ ہوگی۔ (مفہوم بخاری از اقراء ۵-۴ ، ۶۶)

فـ :۔ مطلب یہ ہے کہ اہل و عیال اور ماتحت کے افراد اللہ تعالیٰ کی ایک زبردست نعمت کے ساتھ ساتھ امانت بھی ہے ہر شخص پر فرض ہے کہ اس کی صحیح مقدس اور بنیادی دینی تعلیم اور نیک تربیت کر کے اسے جہنم اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور پکڑ و گرفت سے بچاتے۔

آج ہمارے معاشرہ کی سب سے بڑی لعنت یہ بن چکی ہے کہ اچھے اچھے دیندار و خواص تک کو شعور کے درجہ

ہیں بھی اس بات کا احساس نہ رہا کہ وہ خود اور ان کی اولاد کس منزل کی طرف قدم اٹھا رہی ہے۔ کسی فرد اور ادارے کو اپنی شرعی ذمہ داری اور فریضہ کا احساس تک نہیں رہا جسے ہم دیندار اور حاجی نمازی اور معلم و مبلّغ کہتے سمجھتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اپنی نیکیوں تک مطمئن ہیں اولاد اور ماتحت کے افراد کچھ بھی کریں کوئی پرواہ نہیں کرتے، کسب معاش جائز اور حلال طریقے سے ہو رہا ہے یا حرام کچھ توجہ نہیں دیتے، ان کے خیالات اور کرتوتوں میں بہت کچھ تبدّل اور تغیّر آچکا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن غصہ میں بھرے اپنے گھر تشریف لائے تو ان کی اہلیہ محترمہ نے دریافت کیا کہ آج آپ کے اتنے غصہ کا سبب کیا ہے۔ انھوں نے جو جواب دیا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ حفظ کر لے اور غور کرے کہ آیا وہ خود اس میں ملوث ہے کہ نہیں۔

"فرمایا...... خدا کی قسم! میں عہدِ نبوت کی کوئی بات اب (مسلمانوں میں) نہیں دیکھتا سوائے اس کے کہ لوگ ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھ لیتے ہیں اور بس! بقیہ امور میں بہت کچھ تغیّر و تبدّل محسوس کرتا ہوں" (الندر ۲-۵-۴)

عین یہی حالت ہمارے آج کے دور کے مسلمانوں کی ہے کہ مسجدوں میں آنے جانے حج وعمرہ، صف اوّل اور تکبیرِ اولیٰ، ذکر و وظائف، نوافل اور قرآن مجید کی تلاوت، گشت و چلّہ کو تو نیکی سمجھ رکھا ہے اور اس میں خوب گہرائی سے لگے ہوئے ہیں لیکن محنت مزدوری سے روزی کمانے کو نیکی نہیں سمجھا، حکومت کو دھوکہ دے کر بھتہ حاصل کرنا، قسم نامہ پر جھوٹے دستخط کر کے بھتہ حاصل کرنا ان نمازیوں اور مبلغین نے اپنے لیے جائز سمجھ رکھا ہے جوان بچیوں کو بے پردہ فرنگی اسکولوں کالجوں میں بھیجنا اور وہاں سے فراغت کے بعد بے پردہ یہود و نصاریٰ کی نوکریاں کرنے کے لیے ان کے سٹوروں دوکانوں اور دفتروں میں جانا اور اپنے دین و ایمان اور شرافت و اخلاق کا جنازہ نکالنا گویا ان کے نزدیک کوئی معاصی ہی نہیں ہے ایسے ہی لوگوں سے بروز قیامت باز پرس ہوگی کہ اہل و عیال کو دین کیوں نہیں بتایا، انکی صحیح تعلیم و تربیت کیوں نہیں کی۔ انشاء اللہ ذیل میں مزید احادیث اور اکابرین امت کی قیمتی باتیں اور ارشادات آرہے ہیں دل کے آنکھوں سے پڑھیں اور دل کے کانوں سنیں ورنہ خون کے آنسو رونا پڑیگا، اور کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔

۲- ہر بچہ (چاہے مسلمان کے ہاں پیدا ہو چاہے غیر مسلمانوں کے یہاں) فطرت (اسلامیہ و توحید) پر ہی پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں (پھر وہ جہنم کا ایندھن بن جاتے ہیں)۔

(بخاری و مسلم)

ف:- "فطرت" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں خلقۃً یہ استعداد رکھی ہے کہ اگر حق کو سننا اور سمجھنا چاہے تو وہ سمجھ میں آجاتا ہے اور اس کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ اس استعداد اور قابلیت سے کام لے اور آ

مقتضا۔ یہ کہ ادراک حق ہے عمل کرے۔ غرض اس فطرت کا اچھی طرح اتباع کرنا چاہیے۔

دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"میری امت یہود و نصاریٰ کی تہذیب و تمدن میں رہ کر اور اسے پسند کرتے ہوئے اُن کی پیروی کرے گی حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوتے تو یہ بھی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوگی[۱] (یعنی ان کے نقش قدم پر مکمل طور پر چلے گی جس کا کھلا مشاہدہ آج ساری دنیا میں ہو رہا ہے) اللھم لطفنا

آخر کوئی بات تو ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نمازوں میں بار بار سورۃ فاتحہ پڑھوا کر اس دعا کو مانگتے رہنے کو واجب قرار دیا۔

"(اے اللہ!) بتلا دیجیے ہم کو راستہ سیدھا (یعنی) راستہ ان لوگوں (انبیاء کرام صدیقین شہداء اور صالحین) کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے، نہ راستہ ان لوگوں کا (اکثر مفسرین نے یہود و نصاریٰ مراد لیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں تمام غیر مسلم اور اللہ کے دشمن شامل ہیں) جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو راستہ سے گم ہو گئے۔"

استاذ حدیث حضرت مولانا محمد بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ (ترجمان السنہ جلد اول میں) لکھتے ہیں کہ غالباً اسی لیے قرآن کریم نے صراط مستقیم کی تفسیر کرتے ہوئے اثباتی پہلو میں منعم علیہم کا اور سلبی پہلو میں مغضوب علیہم اور ضالین ہی کا ذکر کیا ہے اور اس اہتمام سے کیا گیا ہے گویا جب تک یہ سلبی پہلو ذکر نہ کیا جاتے اس وقت تک صرف "صراط الذین انعمت علیہم اس کے پورے مفہوم کو ادا ہی نہیں کرتا پھر اس دعا کے تعلیم کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ملت حنفیہ پر سب سے زیادہ خطرہ ہے تو شاید ان مغضوب علیہم اور ضالین کی اتباع کا ہے جس کا دوسرا نام یہودیہ اور نصرانیہ ہے۔"

آج وہ حضرات جو نفل حج و عمرہ، نماز باجماعت، گشت و چلہ کو عظیم ترین نیکی سمجھتے ہیں، اس بات میں ملوث ہیں کہ نمازوں میں ان بہترین دعاؤں کے ذریعے یہود و نصاریٰ سے پناہ مانگ رہے ہیں تو دوسری طرف انہی حضرات کا عمل یہ ہے کہ اپنی اولاد اور جوان جوان بچیوں کو ان مغضوبین اور ضالین کے اسکولوں میں بھیج کر ان کے حوالہ کرتے ہیں اور کمائی کے لیے انہی کے دفتروں، کارخانوں، دوکانوں اور سٹوروں میں بے پردہ بھٹکتے ہیں۔

صاحب شریعت، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات حیات کی وصیتوں میں ایک مہتم بالشان وصیت یہ تھی کہ "یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب کے چپے چپے سے باہر نکال دینا" اور ہم آپ کے نام لیوا اور امتی کہلانے والے ان کے جزیرہ میں آ کر اپنی جنت بنانے لگے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے لگے اور اولاد و نسل کو بسانے لگے (انا للہ وانا الیہ راجعون) بھائیو! اسی کو منافقت کہا جاتا ہے جس میں ہم ملوث ہیں پھر ہمارا بھلا ہو تو کیسے ہو؟

[۱] مفہوم بخاری از ترجمان السنہ ج ۱ صفحہ ۲۱ نوٹ: قوسین کے الفاظ باوا صاحب کے ہیں۔

۴ ۔ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے، اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ (مشکوٰۃ)

ف :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کو صرف بہتر عطیہ نہیں فرمایا بلکہ "سب سے بہتر عطیہ" فرمایا جو باپ اپنی اولاد کو دے سکے۔ جس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "سب سے بہتر" فرمادیے اس کے بہتر ہونے میں کیا شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ یاد رکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات "وحی خفی" ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا کی جاتی ہے، حضرات صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر اس قدر یقین تھا کہ فرماتے تھے کہ ہم اپنی آنکھوں کے مشاہدہ سے دھوکہ کھا سکتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں ہمیں ہرگز کوئی ادنیٰ شک و شبہ ہوتا نہ تھا یہ اعلیٰ ایمان و یقین کی بات ہے" ان کے حصہ میں آئی۔

در فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

ایک حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے :۔

"تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن شریف کو سیکھے اور سکھاتے"۔

(بخاری عن عثمانؓ از فضائل قرآن صـ)

یہاں بھی قرآن مجید کی تعلیم سیکھنے سکھانے والے کو "سب سے بہتر شخص" کا خطاب دیا گیا ہے لیکن ہمارے نام نہاد دیندار حضرات فرنگی تعلیم کو قرآن کریم اور دینیات کی تعلیم پر ترجیح دے کر اپنی ایمانی غیرت کا جنازہ نکالتے ہیں اور ان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ فرنگی تہذیب و تمدن کے رنگ میں اولاد رنگا کر والدین کے دلوں کو چیرتی ہے اور ان کے چہرہ پر زبردست طمانچہ لگاتی ہے۔

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار مدظلہ العالی نے فرمایا :۔

"جن لوگوں نے آنکھیں ہی فرنگی تہذیب و تمدن میں کھولیں اور دین و ایمان کی فضا کا ہمیں جوان ہوتے، آخر انہیں اسلام و ایمان کی حقیقت اور اس کی عظمت کہاں سے حاصل ہو؟

اکبر الہ آبادی مرحوم نے خوب کہا ہے،

مشتر نقلی کی عقبیٰ میں سزا کیسی ملی　　شرح اس کی نامناسب ہے بلی جیسی ملی
اس نے بھی ادب سے کر دیا یہ التماس　　چارہ کیا تھا خدا تعلیم ہی ایسی ملی

مغربی ممالک میں بسنے والے اکثر ماں باپ جن میں حاجی نمازی، حافظ مولوی اور معلم مبلغ بھی بلاتشبیہ ہیں اپنی ...... ضالین کی لعنتی تہذیب و تمدن کا عطیہ دیتے ہیں تو بدلہ میں اولاد والدین کو کیا عطیہ دیتی ہیں،

مد ایک واقعات آپ بھی پڑھ سن لیں ۔

اولاد کی سرکشیاں اور نافرمانیاں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ شاید ہی کوئی بچا ہو، زنا شراب نوشی جوا، اور گھر سے اڑانا عام ہو چکا ہے، قتل و ڈکیتی کے واردات پڑھنے سننے میں آتے ہیں ۔

بچیوں کو مسلمان غیر مسلمان سے ناجائز تعلقات جوڑنا اور گھر سے اڑانا تو درکنار، بے شمار بچیاں گھروں سے فرار ہو چکیں اور بے بیاہی ماں بن چکی ہیں اور سرکاری اداروں SOCIAL WORKERS کا سہارا لے چکی ہیں ۔ ناچ گانے، ڈسکو اور فلموں میں بھی آنے لگیں اور وہی حرکتیں کرتے ہیں جس میں یہود و نصاریٰ کی اولاد ملوث ہو کر تباہ و برباد ہو چکیں ۔

ایک اچھی جگہ کے ڈاکٹر نصرانی عورت کے ساتھ تعلقات رکھتے تھے جب ان کی بیوی مرگئی تو وصیت کے مطابق اسے جلا کر اس کی راکھ کو نصرانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا ۔ جب یہ ستر سالہ عمر میں مرنے لگے تو ہم وطن مسلمان انہیں درخواست کی کہ ہسپتال میں نہ رہیں، مکان چلے جاویں ہم آپ کی تیمارداری کریں گے اور کچھ دینی باتیں بھی کریں گے جواب میں ڈاکٹر نے کہا کہ میں کسی مذہب کو مانتا نہیں ۔ اسی حالت میں ان کی موت واقع ہوئی تو مسلمان ان کی نعش لینے گئے تو معلوم ہوا کہ ان کی وصیت نامہ میں تحریر ہے کہ اسے بھی جلا کر اس کی راکھ کو بیوی کی قبر میں ڈالدی جائے ۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

مسلمانو! ایسی ہی اولاد بروز قیامت والدین کی گردن پکڑوائیں گے ۔ اکبر الٰہ آبادی نے خوب کہا،

ہم ان ساری کتابوں کو قابل ضبطی سمجھتے ہیں کہ جس کو پڑھ کے بچے باپ کو خبطی کہتے ہیں
انھوں نے دین کب سیکھا ہے جاکر مدرسہ میں پلے اسکول کے چکر میں، مرے ہسپتال جاکر

اور (غالبًا) علامہ اقبال نے کہا:

گلا تو گھونٹ دیا اہل مکتب نے تیرا کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت:۔

فرمایا.... جو خود دیندار نہیں، میں ان کی زیادہ شکایت نہیں کرتا بلکہ مجھے زیادہ شکایت دینداروں کی اور نمازیوں کی ہے کہ وہ بھی اپنے گھر والوں کو دین پر متنبہ نہیں کرتے اور نہ ان کی خبر رکھتے ہیں کہ آج بیوی بچوں نے نماز پڑھی ہے یا نہیں، کوئی کام خلاف شرع تو نہیں کیا؟ بس ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم کو خود اپنی اصلاح کر لینا چاہیئے ۔ اس طرح ہم خود جنت میں پہنچ جائیں گے حالانکہ یہ خیال غلط ہے، آپ سے اس آخر کا بھی مواخذہ ہوگا کہ آپ نے اپنے گھر والوں کو دین کے راستہ پر کیوں نہیں چلایا ۔ پھر آپ نے سورۃ تحریم والی آیت شریفہ اور مندرجہ بالا حدیث نمبر (۱) پڑھ کر فرمایا: "یہ گھر والے تمہارا پیچھا کب چھوڑنے والے ہیں؟ اگر یہ جہنم میں گئے تو تم بھی وہاں ان کے ساتھ ہی رہو گے" (وعظ دعوت و تبلیغ ج ۱۳ صفحہ ۱۵۶)
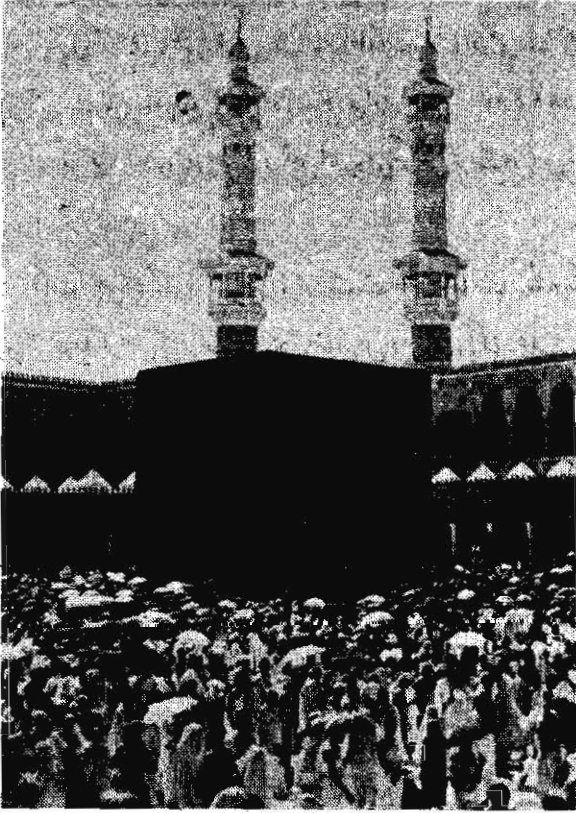
*

قاضی اطہر مبارکپوری

علمائے دین کے معاشی ذرائع

علمائے سلف نے قرآن و حدیث کے حکم کے مطابق علم دین کو ذریعہ معاش و معیشت نہیں بنایا، اور نہ ہی اس کو حصول دنیا کے لیے استعمال کیا بلکہ کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کر کے ضروریات زندگی فراہم کی ہیں اور نہایت خودداری اور خود اعتمادی سے دین اور علم دین کی خدمت کی ہے اسی کے ساتھ ان حضرات نے اپنے تلامذہ و اصحاب کو اہل دنیا سے بے نیاز رہنے کی تلقین کی ہے وہ خود کوئی نہ کوئی کام کرتے تھے اور اپنے شاگردوں کی معاشی مصروفیات کا لحاظ کر کے حتی الامکان ان کے لیے آسانی فراہم کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل علم سے کہا کرتے تھے۔

یا معشر القراء استبقوا الخیرات وابتغوا من فضل اللہ ولا تکونوا عیالاً علی الناس۔ اے گروہ علماء! نیک کاموں میں آگے آگے رہو اور اللہ کے رزق و فضل کو حاصل کرو، اور لوگوں پر بار نہ بنو،

مشہور تابعی عالم ابو ظبیان ازدیؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ ابو ظبیان! تمہاری آمدنی کتنی ہے؟ میں نے کہا کہ میرا وظیفہ ڈھائی ہزار ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کچھ مویشی پال لو، ہو سکتا ہے کہ قریش کے نوخیز و نوجوان نظام خلافت میں دخل دیں اور تمہارا یہ وظیفہ و عطیہ بند کر دیں۔

حضرت ابو قلابہؒ اپنے تلمیذ رشید حضرت ایوب سختیانی سے کہا کرتے تھے۔

یا ایوب الزم سوقک، فان فیھا غنی عن الناس وصلاحًا فی الدین۔ (جامع بیان العلم ج۱ ص۲۷) ایوب! تم بازار میں اپنا کاروبار کرو اس لیے کہ اس میں لوگوں سے بے نیازی اور دین میں خوبی ہے۔

ایوب سختیانی نے اپنے استاد کی وصیت و نصیحت پر یوں عمل کیا کہ سختیان (اچھے چمڑے) کی تجارت سے ضروریات زندگی پوری کر کے بے فکری و بے نیازی سے تعلیم و تدریس کی خدمت انجام دی، وہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے۔

لو علمت ان اھلی یحتاجون الی دستجۃ اگر میں جانتا کہ میرے گھر والے ایک مٹھی سبزی ترکاری کے

بقلیل ماجلست معکم ۔ محتاج ہیں تو تم لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر درس نہ دیتا ۔

حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ ہم طلبہ حدیث بازار میں ایوب سختیانی کے سامنے جاکر بیٹھتے تو وہ کہتے تھے کہ تم لوگ میرے سامنے بیٹھ کر خریداروں کو نہ روکو بلکہ میرے پیچھے بیٹھ کر سوال کرو میں جواب دیا کروں گا [۱]

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے اپنے شاگرد حسن بن ربیع بورانی کوفیؒ سے دریافت کیا کہ حسن! تمہارا پیشہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں بورانی ہوں، حضرت ابن مبارک نے پوچھا کہ بورانی کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میرے یہاں چند لڑکے بوریہ چٹائی بناتے ہیں یہ سن کر حضرت ابن مبارک نے کہا۔

ان لم یکن لک صناعة ما صحبتنی [۲] اگر تمہارا کوئی پیشہ نہ ہوتا تو تم میرے ساتھ رہ کر علم حاصل نہیں کر سکتے تھے ۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک خود تجارت کرکے اس کی آمدنی سے اہل علم کی خدمت کرتے تھے ۔

سہیل بن علی کا بیان ہے کہ بچپن میں قاضی مصر خیر بن نعیم حضرمیؒ کے پاس بیٹھا کرتا تھا میں دیکھتا تھا کہ وہ تیل کی تجارت کرتے ہیں ۔ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ آپ قاضی ہوکر روغن فروشی کیوں کرتے ہیں ۔ انہوں نے میرے مونڈھے پر ہاتھ مار کر کہا ۔

انتظر حتی تجوع ببطن غیرک ۔ تم اس وقت کا انتظار کرو جب دوسرے کے شکم کی وجہ سے بھوکے رہوگے ۔

یہ جملہ سن کر میں نے دل میں سوچا کہ کوئی انسان دوسرے کے شکم کی وجہ سے کیسے بھوکا رہ سکتا ہے؟ اسکی حقیقت اس وقت معلوم ہوئی جب میں بال بچوں کے جھمیلے میں پڑا اور ان کی شکم سیری کے خیال سے میں بھوکا رہنے لگا [۳]

ابوالعباس احمد بن محمد مروزی ادب ولغت کے مشہور عالم تھے، نہایت خوشخط اور زود نویس تھے ۔ ان کا ذریعہ معاش وراقت یعنی اجرت پر کتابیں لکھنا تھا، ان کا بیان ہے ۔

کل یوم مالم اعمل بدرهم لا اخرج من الدار [۴] روزانہ جب تک میں ایک درہم کا کام نہیں کر لیتا گھر سے نہیں نکلتا ہوں ۔

عبیداللہ بن ابراہیم تفتازانی محدث، مفسر، واعظ اور عابد و زاہد بزرگ تھے، ان کے حال میں لکھا ہے ۔

یتولی الحرث والحصاد بنفسه ویاکل من کده [۵] وہ خود کھیتی باڑی اور کٹیا کرتے تھے اور اپنی محنت سے روزی کماتے تھے ۔

---

[۱] تاریخ جرجان سہمی ص۱۸۱ [۲] الآداب سمعانی ج ۲ ص۲۵ [۳] الولاة وکتاب القضایا، کندی ص۳۲۵
[۴] الانساب ج ۱ ص۱۸۱ [۵] طبقات المفسرین داودی ج ۱ ص۳۲۹ ۔

امام ابوبکر محمد بن عبداللہ صبغیؒ رنگ ساز اور رنگ فروش تھے، ان کی دکان پر محدثین کی بھیڑ رہا کرتی تھی اور دوکانداری کے ساتھ درس حدیث کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا، ان کی دکان نیساپور کے کرمانی چوک میں پکی سرائے کے دروازے پر تھی، سمعانی کا بیان ہے کہ مختلف پیشوں سے منسوب علمائے سلف کی عادت کے مطابق امام صبغی اپنی دکان میں رنگ فروخت کرتے یا رنگ تیار کرتے تھے [۱]

حجاج بن منیر مصریؒ حمصی کی نسبت سے مشہور تھے (چنے والے) وہ بھنے ہوئے چنے فروخت کرتے تھے، مصر کے ایک چوک میں ان کا مکان دار الحمص کے نام سے مشہور تھا جس میں چنا بھونتے اور بیچتے تھے، اسی کے ساتھ حدیث کا درس بھی دیا کرتے تھے، ان کے بھائی عبداللہ بن منیر حمصی مصری بھی یہی کام کرتے تھے اور حدیث کا درس دیتے تھے، حجاج بن منیر حمصی کے صاحبزادہ ابراہیم بن حجاج حمصی کے ساتھ قلا (بھوننے والے) کے لقب سے مشہور تھے، امیر ابن ماکولا اور سمعانی نے ان کے بارے میں تصریح کی ہے۔

هذا الرجل كان يقلي الحمص ويبيعه وكان يعرف بالقلاء [۲] — یہ چنا بھونتے اور بیچتے تھے اور قلاء کے لقب سے مشہور تھے۔

جو طلبہ اپنی معاشی مصروفیات کی وجہ سے محدثین و فقہاء کے حلقۂ درس میں نہیں آسکتے تھے یا دیر سے آتے تھے شیوخ و اساتذہ خود ان کے مکان یا دوکان پر جاکر پڑھایا کرتے تھے تاکہ ان کا نقصان نہ ہو، اور معاش و معیشت کی بحالی اور سکون کے ساتھ علم حاصل کریں۔

امام ولید بن عتبہؒ دمشق کے باب الجابیہ کی مسجد میں درس حدیث دیتے تھے، ایک شخص بہت دیر سے حلقۂ درس میں شریک ہوتا تھا اور ولید بن عتبہ ان کی وجہ سے سبق دہرایا کرتے تھے ایک دن اس شخص سے پوچھا کہ تم اتنی تاخیر سے کیوں آتے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں بال بچوں والا آدمی ہوں، بیت لہیا میں میری ایک دکان ہے، صبح سویرے سامان خرید کر اس میں بند کرتا ہوں، پھر دوڑتا ہوا آپ کے پاس آتا ہوں تاکہ سبق چھوٹ نہ جائے، میں اس لیے ایسا کرتا ہوں کہ میرا معاشی معاملہ خراب نہ ہو جائے، اس کی باتوں کو سن کر ولید بن عتبہ نے کہا کہ اچھا اب میں تم کو یہاں دوسری بار نہ دیکھوں، اس کے بعد ولید بن عتبہ کا معمول ہو گیا کہ مسجد کے درس حدیث دے کر ہاتھ میں کتاب لیتے اور سیدھے بیت لہیا جاتے اور اس کی دوکان میں بیٹھ کر وہیں درس دیا کرتے تھے [۳]

امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور امام شافعیؒ کے استاد امام وکیع بن جراحؒ دوپہر میں قیلولہ اور آرام چھوڑ کر ستاؤں کے پاس جاتے اور ان کو حدیث پڑھاتے ان کا کہنا تھا۔

---

[۱] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۳ صـ ۱۸۴ [۲] الاکمال ج ۳ صـ ۱۷۱ والانساب ج ۴ صـ ۲۵۱

[۳] الجامع الاخلاق الراوی، خطیب صـ ۳۶۔

هولاء قوم لهم معاش لا یقدرون ان یاتونی۔ ان لوگوں کا ایسا ذریعہ معاش ہے کہ میرے پاس نہیں آسکتے۔

امام وکیع ان بہشتیوں اور سقاؤں کو نہایت پیار اور نرمی سے پڑھاتے تھے[1] اس کے نتیجے میں معمولی معمولی پیشہ والوں میں حدیث وفقہ اور دینی علوم کا ذوق عام تھا حتی کہ حمال اور مزدور راستہ چلتے آپس میں علمی و دینی مسائل پر گفتگو کرتے تھے، امام ابواسحق مروزی ایک مرتبہ بغداد میں ایک راستہ سے گزر رہے تھے دیکھا کہ دو مزدور اپنے سروں پر سبزی ترکاری کا ٹوکرہ لیے جارہے ہیں، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضرت ابن عباس نے یہ بات کیسے کہی، دوسرے نے کہا کیا بات؟ پہلے نے جواب دیا کہ ابن عباس کا قول ہے کہ قسم کھانے والے کے لیے جائز ہے کچھ دیر کے بعد اس میں استثناء کرے اور یہ استثناء صحیح ہوگا، اگر یہ بات ہوتی تو حضرت ایوب نے جو قسم کھائی تھی اللہ تعالٰی اس میں بعد میں استثناء کا حکم دیدیتا اور وہ قسم پوری کرنے کے لیے اپنی زوجہ کو نہ مارتے۔

(طبقات الشافعیہ ج ۵ ص)

اہل علم کے ذرائع معاش اور ان کے پیشوں کو معلوم کرنا ہو تو تراجم وطبقات کی کوئی کتاب مثلاً تاریخ بغداد اور انساب سمعانی اٹھالو[2] شاید باید کوئی ایسا طالب علم ملے جو کسی نہ کسی پیشہ سے مشہور نہ ہو اور اس کی نسبت کسی پیشہ کی طرف نہ ہو، علمائے سلف اپنے معاشی ذرائع کو نمایاں کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے اور ظاہر محسوس کرتے تھے کہ وہ کسی جماعت پر بار بن کر زندہ نہیں ہیں بلکہ اپنے کاروبار سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں اور عزت نفس، معاشی خوشحالی، استغناء اور خود اعتمادی کے ساتھ علم دین اور مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں، یہی حکم ہے اسی میں زہد و تقویٰ ہے، یہ فخر کی بات ہے، اس میں ذلت اور احساس کمتری کے بجائے عزت اور احساس برتری ہے، ایک عالم وعارف نے بالکل صحیح کہا ہے۔

الا انما التقویٰ ھوالشرف والکرم	وفخرک بالدنیا ھوالذل والعدم
تقویٰ ہی شرافت ونجابت ہے	اور تمہارا دنیا پر فخر کرنا ذلت اور محرومی ہے
ولیس علی عبد تقی نقیصۃ	اذا صحح التقوی واغاک اوحجم
متقی بندے کے لیے کوئی عیب نہیں ہے	اگرچہ وہ پارچہ بافی کرے یا حجامت کرے

ابتدا میں ارباب علم وفضل اپنی نسبت قبیلہ اور خاندان سے بیان کرتے تھے، پھر اپنے اوطان و بلاد کی طرف

---

[1] ازملا [2] علامہ سمعانی کی "الانساب" پر مولانا عبدالقیوم حقانی نے اہل علم کے ذرائع معاش اور پیشہ رزق حلال پر تفصیلی کام کیا ہے موصوف کی یہ تحقیقی اور تاریخی کاوش "ارباب علم وکمال اور پیشہ رزق حلال" کے نام سے موتمر المصنفین کی جانب سے منظر عام پر آچکی ہے اور اس کے تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں جبکہ بیرون ملک آٹھ زبان میں اس کا ترجمہ کرکے اشاعت کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

بت کا رواج ہوا، اس کے بعد صنعت و حرفت اور پیشوں کی نسبت عام ہوتی، بلکہ بہت سے اہل علم نے صرف پیشہ کی نسبت پر اکتفا کیا، علامہ سمعانی نے لکھا ہے بہت سے شہروں کے علماء کی عادت ہے کہ وہ صنعت و حرفت کی طرف اپنی نسبت ظاہر کرتے ہیں جیسے خوازم، جرجان آمل اور طبرستان وغیرہ کے علماء کی یہی عادت ہے، کہ دنیا والوں کو معلوم ہو کہ وہ خود کفیل اور دوسروں سے بے نیاز ہیں۔

صنعت و حرفت پر زور دیتے ہوئے بعض علماء نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے تاکہ اخلاف اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اپنی معاش کا خود انتظام کریں، چنانچہ امام ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن سعید سعدی ہروی نے اس موضوع پر "کتاب الصناع من الفقہاء والمحدثین" تصنیف کی ہے، جس میں پیشہ ور فقہاء محدثین کا تذکرہ ہے، اس کے بارے میں علامہ سمعانی لکھتے ہیں کہ میں نے ان کی تصانیف میں ایک بہترین کتاب دیکھی ہے، میرے خیال میں اس موضوع پر ان سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی[1]

اہل علم کی تشویق و تشجیع کے لیے علمی معاشیات کا تذکرہ طبقات و رجال کی عام کتابوں میں بھی کثرت اور خصوصیت سے پایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رزق حلال اور جائز کسب کے لیے بزرگوں نے ہر چھوٹا بڑا کام کیا ہے اور کام کی نوعیت و حیثیت سے بالاتر ہو کر جائز طریقہ سے اپنی روزی کا انتظام کیا ہے اور جس طرح دنیا میں ہر طبقہ کے لوگ اپنے اپنے علمی مشاغل اور کاروبار میں رہ کر دوسروں سے بے نیاز رہتے ہیں اسی طرح اہل علم بھی دوسروں سے بے نیاز ہو کر اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہیں۔

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ ہم تین چار طالب علم علی بن عبداللہ مدینیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھ کر کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مصداق تم لوگ ہی ہو۔

لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم وخالفهم۔	میری امت کا ایک گروہ حق و صداقت پر قائم و دائم رہے گا ان کی رسوائی اور مخالفت کرنے والا ان کو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکے گا۔

اور اس کی توجیہ یوں فرمائی کہ تاجروں نے اپنے کو تجارت میں مشغول کر رکھا ہے، دستکاروں اور اہل صنعت نے اپنے صنعتوں میں مشغول کر رکھا ہے اور ملوک و سلاطین نے اپنے کو امور مملکت میں مشغول کر رکھا ہے، اور ان سب سے الگ تھلک رہ کر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و سنن سے تعلق و محبت رکھتے ہو[2]

صنعت و حرفت کی انقلاب انگیز توسیع و ترقی کے اس دور میں ہمارے علماء کو زندگی کے عملی میدان سے دور نہ رہنا چاہیے بلکہ ان کو اسلاف کی طرح رزق و معیشت کے بارے میں خود کفیل بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

---

[1] الانساب ج، صنعت [2] شرف اصحاب الحدیث، خطیب (ترکی) ص۱۲
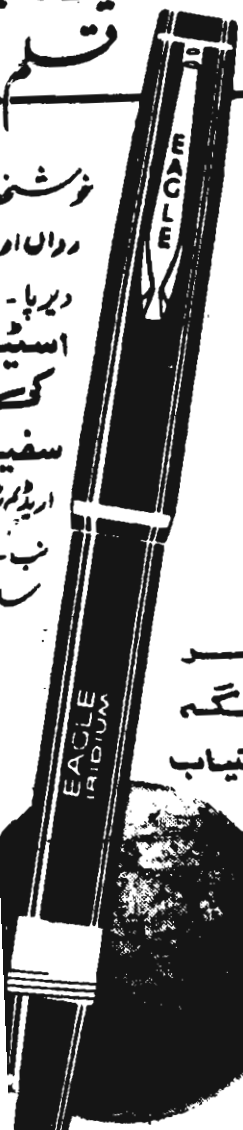
حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ کراچی

فن اسماء رجال

مسلمانوں کا عظیم کارنامہ

اسماء رجال یا تاریخ رواۃ علوم حدیث میں وہ عظیم الشان فن ہے جس کو احادیث کی خدمت اور صحیح و غیر صحیح کی پہچان کے لئے مسلمانوں ہی نے ایجاد کیا ہے اور یقیناً اس علم میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے چنانچہ غیر بھی اس کا اقرار کرتے ہیں مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ کے انگریزی مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ

کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء رجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہوسکتا ہو

احادیث نبوی کی حفاظت کے لئے یہ مسلمانوں کا وہ کارنامہ ہے کہ دوسری قومیں اپنی مذہبی روایات کے ...ت و حفاظت کے لئے آج بھی اس سے نا آشنا ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی نے اگرچہ سیرت کے متعلق لکھا تھا لیکن ان کی یہ بات فن حدیث پر بھی پوری طرح صادق آتی ہے کہ " اس قسم کی زبانی روایتوں کا موقعہ جب دوسری قوموں کو پیش آتا ہے یعنی ...ی زمانے کے حالات مدت کے بعد قلمبند کئے جاتے ہیں تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی ...اری افواہیں قلمبند کرلی جاتی ہیں جن کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا ان افواہوں سے ...ہ واقعات انتخاب کرلئے جاتے ہیں جو قرآئن و قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں' تھوڑے زمانے کے بعد یہی خرافات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتے ہیں یورپ کی اکثر یورپین تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئی ہیں لیکن مسلمانوں نے اس فن سیرت (و حدیث کیونکہ فن سیرت علم حدیث ہی کا ایک حصہ ہے) کا جو معیار قائم کیا وہ اس سے بہت ہی زیادہ بلند تھا اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا ' اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام درمیانی راویوں کے نام بہ ترتیب بیان کیے جائیں اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو اشخاص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے ؟ کیسے تھے ؟ ان کے مشاغل کیا تھے ؟ ان کا چال چلن کیسا تھا ؟ سمجھ کیسی تھی ؟ ثقہ تھے ؟ یا غیر ثقہ سطحی الذہن تھے یا نکتہ رس ؟ عالم تھے یا جاہل ؟ ان

جعلی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل تھا لیکن سینکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کر دیں - ایک ایک شہر میں گئے اور راویوں سے ملے ان کے متعلق ہر قسم کے حالات دریافت کیے انہی تحقیقات کے ذریعے سے اسماء الرجال کا وہ عظیم الشان فن ایجاد کیا جس کی بدولت کم از کم کئی لاکھ اشخاص کے حالات معلوم ہوسکتے ہیں " یہی وہ عظیم اور نافع علم ہے جس کے ذریعے سے ذخیرہ احادیث میں صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز ہوسکتا ہے چنانچہ مشہور محدث سفیان الثوری کا قول ہے لما استعمل الرواۃ الکذب استعملنا لھم التاریخ کہ جب ناقلین حدیث میں سے بعض نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہم نے ان کے لئے تاریخ استعمال کی یعنی ہم نے تاریخ کے ذریعہ اس کا دفاع کیا اور ان کا جھوٹ معلوم کیا -

محدثین نے اس قسم کے عجیب و غریب واقعات لکھے ہیں چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں معلی بن عرفان کے متعلق ابونعیم کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ معلی نے ابونعیم کے سامنے یہ روایت بیان کی حدثنا ابووائل قال خرج علینا ابن مسعودؓ بصفین فقال ابونعیم اتراہ بعث بعد الموت یعنی جنگ صفین میں حضرت عبداللہ بنؓ مسعود ہمارے پاس تشریف لائے تو ابونعیم نے کہا کہ کیا وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگئے تھے یعنی تاریخ سے ثابت ہے کہ ان کا انتقال ۳۲ھ میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوا تھا جبکہ واقعہ صفین ۳۶ھ کے آخر میں ہوا تھا یعنی عبداللہ بن مسعود کے انتقال کے چار سال بعد - اسی طرح ابوداؤد الاعمٰی کا جھوٹ مشہور محدث قتادہ نے تاریخ کے ذریعے سے بیان کیا تھا

خطیب بغدادی نے الکفایہ فی علم الروایہ میں عفیر بن معدان الکلاعی سے نقل کیا ہے کہ قدم علینا عمر بن موسی حمص فاجتمعنا الیہ فی المسجد فجعل یقول حدثنا شیخکم الصالح فلما اکثر قلت لہ من شیخنا ھذا لصالح ؟ سمہ لنا نعرفہ قال فقال خالد بن معد ان قلت لہ فی ای سنۃ لقیتہ قال لقیتہ سنۃ ثمان و مائۃ قلت فاین لقیتہ قال لقیتہ فی غزاۃ ارمینیہ قال فقلت لہ اتق اللہ یا شیخ ولا تکذب مات خالد بن معدان سنۃ اربع و مائۃ و انت تزعم انک لقیتہ بعد موتہ باربع سنین و ازیدک - انہ لم یغز ارمینیہ قط کان یغز و الروم[1] عمر بن موسیٰ ہمارے پاس حمص میں آئے ہم احادیث سننے کے لئے اس کے پاس جمع ہوگئے وہ مجلس میں بار بار کہنے لگے کہ ہمیں تمہارے صالح شیخ نے یہ حدیث سنائی آخر مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے پوچھ لیا کہ بتا بھی دو کہ ہمارے یہ صالح شیخ کون ہیں تاکہ ہم بھی اس کو جان لیں کہنے لگے کہ یہ شیخ صالح خالد بن معدان ہے میں نے پوچھا کہ تم ان سے کب اور کہاں ملے تھے کہنے لگے کہ ۱۰۸ ھ میں آرمینیہ میں ان سے ملا تھا میں نے کہا خدا کا خوف کر اور جھوٹ مت بولو اس لئے کہ خالد بن معدان کی موت تو ۱۰۴ ھ میں واقع ہوئی جبکہ تم کہتے ہو کہ میں ان سے ۱۰۸ ھ میں ملا تھا یعنی ان کے

انتقال کے چار سال بعد اور دوسری بات یہ کہ وہ کبھی جہاد میں آرمینیہ کی طرف گئے ہی نہیں وہ تو اہل روم سے جہاد کیا کرتے تھے۔

محدثین نے اس قسم کے بہت واقعات لکھے ہیں کہ تاریخ ہی کے ذریعے بہت سے جھوٹے لوگ مجالس میں رسوا ہوئے ہیں

احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے کہ کچھ لوگ تمہارے پاس ایسے آئیں گے جو مجھ سے منسوب کرکے تمہیں حدیثیں سنائیں گے لیکن وہ احادیث جھوٹی ہوں گی، چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ نے یہ حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ انہ سیکون فی اخرا متی اناس محدثونکم مالم تسمعوا انتم ولا اباء کم فایا کم وایاھم کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ تمہیں ایسی حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے اباء و اجداد نے تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ۔

حضرت ابوہریرہؓ ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخرالزمان دجالون کذابون یا تونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباء کم فایاکم و ایاھم لایضلونکم ولا یفتونکم اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے کہ کچھ دجال و کذاب تمہارے پاس آکر ایسی حدیثیں سنائیں گے جو تم نے نہیں سنی ہوں گی تم اپنے آپ کو ان سے محفوظ رکھو کہیں تمہیں گمراہ کرکے فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔

اور عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ ان فی البحر شیاطین مسجونہ اوثقھا سلیمان یوشک ان تخرج فتقرء علی الناس قرانا حضرت سلیمان نے کچھ شیاطین کو دریا میں قید کر دیا تھا عنقریب وہ نکلیں گے اور لوگوں کو کچھ پڑھ کر سنائیں گے اور یہ روایت تو متواتر سندوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ من کذب علی متعمدا فلتیبوا مقعدہ من النار جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ خود اپنا ٹھکانہ آگ میں مقرر کر دے۔

ان روایات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع مل چکی تھی کہ کچھ لوگ آپ کے اوپر جھوٹ بولیں گے، آپ نے پہلے اپنی امت کو اس کی اطلاع بھی دی اور اس کے متعلق وعید بھی بیان فرمائی جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جیسے کہ ایک عام آدمی یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس پر جھوٹ بولا جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور آپ کا ہر قول و عمل دوسرے لوگوں کے اقوال و اعمال کے لئے کسوٹی اور قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ اور یہ شان ہے کہ وما ینطق عن الھوی ان ھوالا و حی یوحی

یعنی ہر بات کو وحی جلی یا خفی کا درجہ حاصل ہو آپ کیسے یہ برداشت کرسکتے ہیں کہ آپ پہ جھوٹ بولا جائے ۔ اس لئے بحیثیت ایک امتی اور دین کی حفاظت کرنے والے کے ہم پر لازم ہے کہ جو احادیث آپ کی طرف منسوب کی جائیں ہم اس کی تفتیش کریں کہ کہیں کوئی ایسی بات آپ کی طرف منسوب نہ ہو اور کہیں ایسی بات پر ہم شریعت و احکام کی بنیاد نہ رکھ دیں جو حقیقتاً آپ نے ارشاد نہ فرمائی ہو اور غلط طور پر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہو اور ظاہر ہے کہ اس تفحص و تلاش کے لئے علم اسماء الرجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں یہی وہ ذریعہ ہے کہ جس کو استعمال کرتے ہوئے ہم سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرسکیں ۔ چنانچہ علامہ سخاوی نے فتح المغیث میں لکھا ہے کہ

وهو فن عظيم الوقع من الدين قديم النفع للمسلمين لا يستغنى عنه ولا يغتنے باعمم منه خصوصا ماهوا لقصد الاعظم منه وهو البحث عن الرواة والفحص عن احوالهم فى ابتدايهم و حالهم و استقبالهم لان الاحكام الاعتقاديه و المسائل الفقهيه ماخوذة من كلام الهادى من الضلالة و المبصر من العمى و الجهالة و النقلة لذلك هم الوسائيط بيننا فبينه والر وابط فى تحقيق ما اوجبه و سنه فكان التعريف بهم من الواجبات و التشريف بتراجمهم من المهمات و لذاقام به فى القديم و الحديث اهل الحديث بل نجوم الهدى و رجوم العدى و وضعوا التاريخ المشتمل على ماذكرناه مع ضمهم له الضبط ا لوقت كل من السماع وقدوم المحدث البلد الفلانى فى رحلة الطالب فما الشبهه

یہ فن دین میں بہت اونچا مقام رکھتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اس میں عظیم فوائد ہیں اس فن سے کوئی مستغنی نہیں ہوسکتا ہے اور نہ اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا عام فن اختیار کرسکتا ہے خاص کر اس فن تاریخ کا جو مقصد اعظم ہے وہ رواۃ حدیث کے متعلق بحث و تفتیش اور ان کے ابتدائی اور حال و مستقبل کے حالات سے واقفیت ہے کیونکہ تمام مسائل اعتقادیہ اور فقہیہ اس ذات بابرکات کے کلام سے ماخوذ ہیں جو ہادی اور جہالت کے اندھیروں سے ہدایت و شریعت کی روشنی کی طرف لانے والے تھے اور ظاہر ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان رابطہ ان ہی رواۃ کے ذریعے ہے اور آپ کے واجبات و سنن کی تحقیق و علم ہم ان ہی کے ذریعے حاصل کرسکتے ہیں اس لیے ان کے احوال و واقعات معلوم کرنا واجبات دین میں سے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین نے اس طرف توجہ فرمائی اور ان راویان حدیث کے متعلق وہ تاریخیں لکھیں جو ان کے احوال اور تاریخ پیدائش و تاریخ وفات اور ان کے ضبط اور سن سماع اور حالات علمیہ جیسے اہم مسائل پر مشتمل ہیں ۔

حافظ ابن صلاح اپنی کتاب علوم الحدیث میں لکھتے ہیں کہ

معرفه الثقات و الضعفاء من رواة الحديث هذا من اجل نوع و افخمه فانه المرقاة الى معرفه صحه الحديث و سقمه ولا هل المعرفه بالحديث فيه تصانيف كثيرة ' راویان حدیث میں سے ثقہ اور ضعیف کو

پہچاننا علوم حدیث کے بڑے انواع میں سے ہے اس لئے کہ اسی کے ذریعے سے حدیث کے صحت و ضعف کو معلوم کیا جاسکتا ہے ۔ اس لئے اس فن میں محدثین کی بہت سی تصانیف ہیں ۔

خطیب بغدادی نے الکفایہ میں لکھا ہے کہ و مما یستدل بہ علی کذب المحدث فی روایہ عمن لم یدرکہ معرفہ تاریخ موت المروی عنہ و مولد الروای

کہ بعض دفعہ راوی کا کذب تاریخ کی معرفت سے معلوم کیا جاتا ہے کہ مروی عنہ (یعنی جس سے وہ نقل کرتا ہے) کی تاریخ وفات اور راوی (نقل کرنے والا) کی تاریخ پیدائش معلوم ہو تو اس سے یہ فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے جیسے ما قبل میں اس قسم کے واقعات گذر چکے ہیں ۔

حضرت حفص بن غیاث کا قول ہے کہ اذا اتھمتم الشیخ فحاسبوہ بالسنین یعنی احسبوا مسند و سن سن کتب عنہ یعنی اگر کسی محدث و راوی کے متعلق تمہیں جھوٹ بولنے کا شبہ ہو تو سن و تاریخ کے ذریعے اس کا محاسبہ کرو خود ظاہر ہو جائے گا ' یعنی ناقل کی سن پیدائش اور منقول عنہ کی سن وفات سے اندازہ کرلو تو خود بخود اس کے جھوٹ و سچ کا اندازہ ہو جائے گا ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبہ الفکر میں لکھا ہے کہ ومن المھم ایضا معرفہ لموالید ھم و وفیاتھم لان بمعر فتھما یحصل الامن من دعوی المدعی للقاء بعضھم وھو فی نفس الا مریس کذلک کہ علوم حدیث کے اہم اقسام میں سے رواۃ کی تاریخ پیدائش و وفات وغیرہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے ان لوگوں کے دعوؤں سے ہم محفوظ ہوسکتے ہیں جو ایسے لوگوں کے ملاقات کا دعوئی کرتے ہیں جن سے ان کی ملاقات ثابت نہیں ۔

ڈاکٹر عجاج الخطیب اپنی کتاب اصول الحدیث میں لکھتے ہیں کہ :

علم رجال الحدیث ذالک لان علم الحدیث یتناول دراسہ السند والمتن و رجال السند ھم رواۃ الحدیث فھم موضوع علم الرجال الذی یکون احد جانبی الحدیث فلاغرو حنیئذ من ان یھتم علماء المسلمین بھذا لعلم اھتماما کبیرا رجال حدیث کا علم علوم حدیث کے اہم علوم میں سے ہے اس لئے کہ علم حدیث میں متن و سند سے بحث ہوتی ہے اور سند میں مذکور لوگ ہی رجال حدیث کہلاتے ہیں اسی لئے مسلمان علماء نے اس علم کا بہت اہتمام کیا ہے ۔ متقدمین و متاخرین کی ان عبارتوں سے علم اسماء رجال کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ بقول علامہ سخاوی یہ ان علوم میں سے ہے کہ جن کا جاننا علم حدیث وفقہ سے تعلق رکھنے والوں کے لیے واجب ہیں اسی بنا پر اس علم کی معرفت و حصول بہت ضروری ہے

روزانہ ایک سیب کھائیے
کبھی معالج کے پاس نہ جائیے!

داناؤں کا یہ مشورہ درست، بشرطیکہ آپ کا معدہ بھی درست ہو اور سیب کو جزوِ بدن بنا سکے
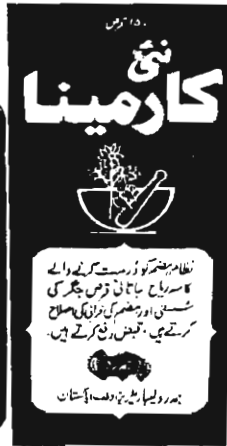
ہاضمہ خراب ہو تو اچھی سے اچھی غذا بھی نظامِ ہضم پر بار بن جاتی ہے اور آپ قدرت کی عطا کردہ بہت سی نعمتوں سے صحیح طور پر لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔
اپنی صحت اور تندرستی کی خاطر کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیجیے۔ سادہ اور زود ہضم غذا کھائیے۔
پُرخوری سے بچیے۔ مرچ مسالے دار پکوانوں سے پرہیز کیجیے کیونکہ یہ معدے اور آنتوں کے افعال پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

اگر کسی وقت کھانے پینے میں بے احتیاطی ہو جائے تو نظامِ ہضم کی شکایات مثلاً بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن، دردِ شکم اور کھانے سے بے رغبتی سے محفوظ رہنے کے لیے نئی کارمینا لیجیے۔ نئی کارمینا معدہ اور آنتوں کے افعال کو منظم و درست رکھتی ہے۔

نظامِ ہضم کی اصلاح کے لیے پُرتاثیر ہاضم ٹکیاں

خوش ذائقہ — ہمیشہ گھر میں رکھیے

Adarts-CAR-1/92

پروفیسر حمد اللہ قریشی، گورنمنٹ کالج صوابی

بحث و تحقیق

جبین کا معنی پیشانی بھی ہے

جنوری ۱۹۹۲ء کے الحق میں محترم مولانا سید تصدق بخاری صاحب کے مضمون پر میں نے جو تبصرہ کیا تھا اس کے جواب میں انہوں نے اگست ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں اس اصرار کے ساتھ کہ جبین کے معنی صرف اور صرف پیشانی کی کروٹ کے ہیں ایک اور مضمون شائع کرایا ہے، انہوں نے نصیحت کے طور پر لکھا ہے کہ بزرگوں کی غلطیوں کی بے جا وکالت نہیں ہونی چاہیے۔ ان کی یہ بات اصولی طور پر صحیح ہے کہ بزرگ معصوم عن الخطاء نہیں ہیں لہٰذا ان کی غلطیوں سے پردہ اٹھانا اور ان پر تنقید کرنا کوئی گناہ نہیں لیکن بزرگوں کی صحیح باتوں کو خواہ مخواہ غلط ثابت کرنے کی کوشش کرنا تو بہرحال گناہ کا کام ہے فاضل مقالہ نگار کا پہلا مقالہ پڑھ کر میں نے محسوس کیا کہ چند بزرگوں پر غلط ترجمہ کرنے کا بے بنیاد الزام لگایا گیا ہے، چنانچہ میں نے یہ اخلاقی فرض جانا کہ ان کے دفاع میں کچھ لکھوں۔ فاضل مقالہ نگار کی خدمت میں میں نے سبع معلقات کے معلقہ خامسہ کے ایک شعر کا ایک مصرعہ پیش کیا جس میں صاف طور پر جبین کا لفظ پیشانی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ میرے وجدان کی پکار یہ تھی کہ جبین کا لفظ عربی زبان سے اُردو میں آیا ہے اس لیے کہ یہ لفظ قرآن عظیم الشان میں مذکور ہے۔ مجھے حسن زیات اور علامہ رشید رضا کی ان باتوں سے کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ قرآن میں عجمی الفاظ بھی ہیں جیسا سجیل وغیرہ، اس لیے میں نے اپنے مقالہ میں اس کا برملا اظہار کر دیا تاہم جب مولانا محترم نے مجھے چند اردو لغات پڑھنے کا مشورہ دیا تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ جبین کا لفظ کہاں سے آیا ہے تو میں بخوشی اس کے لیے آمادہ ہوا اس لیے کہ ٹھوس حقائق کے سامنے طبعی وجدان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی چنانچہ میں نے جامع اللغات، فیروز اللغات اردو جامع، فیروز اللغات فارسی اور بدخشانی کی اردو لغت پڑھی تو یہ دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور مسرت بھی کہ انہوں نے بھی جبین کا ماخذ عربی بتایا ہے۔

جبین اور جبینان کی بحث کے سلسلے میں فاضل مقالہ نگار نے میرے ایک استدلال کے جواب میں سورۃ توبہ کی ایک آیت کو اس تاثر کے ساتھ پیش کیا ہے کہ خواہ کوئی قرینہ ہو یا نہ ہو کتاب و سنت میں بعض مقامات پر تثنیہ کے لیے واحد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ پھر اس آیت سے انہوں نے عجیب قسم کا استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں کیا

آپ یہاں بھی یہ فرمائیں کہ صرف اللہ کو راضی کرلو، اس کا رسولؐ ناراض پڑا رہنے دو، یا صرف اللہ کے رسولؐ کو راضی کرلو اور (معاذ اللہ) اللہ کو ناراض رہنے دو، گویا ان کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ الگ راضی کرنے کا تصور ہے۔ مقالہ نگار کے اسی ہی تصور کی اصلاح کی خاطر اس معجز کتاب میں ھما کی جگہ ہٗ کا ضمیر لایا گیا ہے تاکہ قرآن کے قاری سمجھ لیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا شئ واحد ہے اور اس تصور کا خاتمہ ہوجائے کہ اللہ راضی ہوکر رسولؐ ناراض بھی پڑا رہ سکتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوکر اللہ ناراض بھی رہ جاتا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اسی آیت "وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ یُوْضُوْہُ" کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔" وانما وحد الضمیر لانہ لا تفاوت بین رضاء اللہ و رضاء رسولہ فکانھما فی حکم شئی واحد وقیل الضمیر راجع الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لان الکلام فی ایذاء الرسول وارضائہٖ[1]

"واحد ضمیر اس لیے لایا گیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا میں کوئی فرق نہیں گویا وہ حکماً ایک ہی چیز ہے اور کہا گیا ہے کہ ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راجع ہے کیونکہ بحث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے اور راضی کرنے کی ہے" میں نے اپنے پہلے مقالہ میں دعوی کیا تھا کہ جبین کا معنی پیشانی بھی ہے، اس کے لیے میں نے جو دلائل دیئے تھے اس کو کافی سے بھی زیادہ سمجھتا تھا لیکن اب محسوس ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ امام بخاریؒ اور دوسرے محدثین نے وان جبینہ لیتفصد عرقاً کے جو الفاظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی نقل کئے ہیں اس کی تفصیل دوسری روایات میں ملتی ہے جس سے یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ پسینہ کہاں سے پھوٹتا تھا—— ہشامؒ کے والد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں جو روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قالت ان کان لینزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغداۃ الباردۃ ثم تفیض جبہتہ عرقاً[2] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹھنڈی صبح میں وحی اترتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہتا" بات بالکل واضح ہوگئی کہ جس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جبین کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں اس سے ان کی مراد پیشانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اُس روایت سے اس کی مزید تصدیق ہوتی ہے جس میں انہوں نے فرمایا" وان کان جبینہ لینطف بالعرق فی الیوم الشاتی اذا اوحی الیہ[3]" ان کی جبین مبارک سے سردی کے دنوں میں پسینہ ٹپکتا جب ان کو وحی کی جاتی" نطافہ

---

[1] ۔ التفسیر المظہری، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان ج ۴ ص ۲۵۵۔ [2] امام ابوالحسین مسلمؒ "الصحیح المسلم" اصح المطابع آرام باغ کراچی۔ ج ۲۰ ص ۲۵۷۔ باب طیب عرقہ صلی اللہ علیہ وسلم والتبرک۔

[3] ۔ جلال الدین سیوطیؒ "الخصائص الکبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم" المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ، لائلپور پاکستان ج ۱ ص ۱۱۱

مشکیزہ کے ٹپکنے کو کہتے ہیں۔ پیشانی کی کروٹوں سے پسینہ نہیں ٹپکتا بلکہ وہ داڑھی میں جذب ہو جاتا ہے اور جب یہ پسینہ داڑھی سے ٹپکتا ہے تو پھر کہا جاتا ہے کہ داڑھی سے پسینہ ٹپک گیا نہ کہ جبین سے۔ جب ہم اس بات سے واقف ہو جاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نزول کے وقت سر جھکاتے ہوتے تو اس یقین میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے کہ پسینہ ان کی پیشانی سے ٹپکتا نہ کہ کروٹوں سے، اس بارے میں عبادۃ بن الصامت رض کی روایت ہے فرماتے ہیں" کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا انزل علیہ الوحی نکس رأسہ[1]، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی ہوتا تو آپ سر جھکائے رہتے"۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ احادیث میں جہاں جبین سے پسینہ ٹپکنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد پیشانی ہے۔ یعلی بن امیہ رض نے وحی کی کیفیت کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جبین کا معنی پیشانی ہی ہے فرماتے ہیں" نظرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یوحی الیہ ولہ غطیط کغطیط البکر محمرۃ عیناہ وجبینہ[2]" جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی تو میں آپ کو دیکھتا کہ آپ اونٹ کے حالوں کی طرح خراٹے لیتے اور آپ کی جبین اور آنکھیں سرخ ہوتیں"۔ ذرا غور کیجئے ایک عاشق محبوب کے چہرے ہی کو دیکھتا ہے اس صحابی رض عاشق رسول ص کا بھی یہی حال ہے۔ اس کے محبوب پر وحی اترتی ہے وہ اس کا نظارہ کرتا ہے، چہرۂ اقدس کو دیکھ کر اپنے ذہن میں اس کی تصویر بناتا ہے وہ تصویر یہ ہے کہ آنکھیں سرخ پیشانی سرخ، زید بن ثابت رض کاتب وحی نے یہ تصویر یوں کھینچی ہے" کان اذا انزل الوحی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثقل لذلک وتحدر جبینہ عرقًا کانہ الجمان[3]" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوتی تو ان کو تکلیف ہوتی اور ان کی جبین مبارک سے پسینہ اس انداز سے ٹپکتا گویا موتیاں ہیں"۔ کیا کروٹ سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا ہے؟ جبین سے متعلق صحابہ کرام رض نے آپ کے جو صفات بیان کئے ہیں ان میں سے سر دست میں صرف تین کو ضبط تحریر میں لاتا ہوں۔

(۱) مفاض الجبین[4] (۲) صلت الجبین[5] (۳) واسع الجبین[6]۔ ان تینوں کے معنی ہیں کشادہ پیشانی والا نہ کہ کشادہ کروٹوں والا۔ آیئے ذرا آگے بڑھتے ہیں حضرت ابو سعید خدری رض نے ابو سلمہ رض سے لیلۃ القدر کے بارے میں جو حدیث بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ رمضان کی اکیسویں رات کی صبح کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوتے تو ان کے جبہہ مبارک پر مٹی کا اثر تھا الفاظ یہ ہیں" فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد فی الماء والطین قال حتی رأیت اثر الطین فی جبھتہ[7]" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] الصحیح المسلم ج ۲ صـ۲۵۷ [2] الخصائص الکبری صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ صـ۱۱۹ [3] ایضاً
[4] ایضاً صـ۳ [5] ایضاً صـ۵ [6] ایضاً صـ۶۔
[7] الصحیح المسلم ج ۱ صـ۳۷۱۔ باب فضل لیلۃ القدر۔

کو پانی اور مٹی میں سجدہ لگاتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ ان کی پیشانی مبارک پر میں نے مٹی کے اثرات دیکھ لیے"۔ اب یہی ابو سعید خدریؓ اس حدیث کو دوسرے لوگوں کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں " فخرج حین فرغ من صلوٰة الصبح وجبینه وروثة انفه فیهما الطین والماء"[1] جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر نکلے تو ان کی جبین اور ناک کے بانسے پر مٹی اور پانی کا نشان تھا۔ یہ صحابی ایک جگہ جبہہ کا اور دوسری جگہ جبین کا لفظ کیوں بولتے ہیں؟ اس لیے کہ ان کے ہاں دونوں کے معنی پیشانی ہی ہیں یہ ہیں نفوس قدسیہ جو عربی قواعد اور قرآنی تعلیمات سے دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ واقف تھے ان کی آراء پڑھنے کے بعد قارئین الحق کے اس یقین میں اضافہ ہوا ہوگا کہ جبین کا معنی پیشانی ہی ہے تاہم ان کے مزید اطمینان کی خاطر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھی پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبہہ ہی کو جبین کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے "یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما کنزتم لأنفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون"[2] اس کا ترجمہ یہ ہے " ایک دن ایسا آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا — یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو" جباہ، جبہہ کا جمع ہے جس کا معنی پیشانی ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اب دیکھئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تشریح فرماتے ہوئے جبہہ کی جگہ کس لفظ کا استعمال فرماتے ہیں" عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من صاحب ذهب ولا فضة لا یؤدی منها حقها الا اذا کان یوم القیامة صفحت له صفائح من نار فاحمی علیها فی نار جهنم فیکوی بها جنبه وجبینه وظهره"[3] کوئی سونے چاندی کا مالک نہیں جو اس کی زکوٰة نہ دیتا ہو، مگر وہ قیامت کے دن ایسا ہوگا کہ اس کی چاندی سونے کے تختے بنائیں جائیں گے اور وہ جہنم کی آگ میں گرم کئے جائیں گے پھر اس کی جبین اور کروٹیں اور پیٹھ داغی جاویں گی"۔ امید ہے قارئین کرام کا ذہن صاف ہو چکا ہوگا اب اصل موضوع سے ہٹ کر جناب محترم و مکرم کے مقالہ سے جو مجموعی تاثر اُبھرتا ہے اس کا ذکر کرتا ہوں، یہ مقالہ جلدی میں لکھا گیا ہے حالانکہ تحقیقی مقالوں میں دماغ سوزی اور دلسوزی کی ضرورت ہوتی ہے، محترم نے میرا نام حمد اللہ کے بجائے حمید اللہ لکھا ہے، میں نے علامہ اقبال کا جو شعر پیش کیا تھا اس کا پہلا مصرعہ ہے " تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ" محترم نے لکھ کے بجائے " رکھ" کا لفظ لکھا ہے، صفحہ ۴۲ پر ایک شعر لکھا ہے " اگر آنکھیں بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے، اس میں بھلا قصور کیا

---

[1] الصحیح المسلم ج ۱ صفحہ ۳۷۲، باب فضل لیلة القدر۔ [2] التوبة آیت ۳۵

[3] الصحیح المسلم ج ۱ صفحہ ۳۱۸، باب اثم مانع الزکوٰة۔

آفتاب کا۔ صفحہ ۱۴ کے شعر کے آخری مصرعہ میں بھی سقم ہے۔ صفحہ ۱۴ پر ایک آیت کے ترجمہ کی تصحیح بھی ہونی چاہیئے
"وتلہ للجبین" کے معنی ہیں اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹا دیا۔ یا ماتھے کے بل گرا دیا جب کہ محترم و مکرم
نے اس کا معنی یوں کیا ہے "تو باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹا دیا" یہ معنی اس وقت صحیح ہوتا جب قرآن کے الفاظ
"وتلّہ" کی جگہ "فتلّہ" ہوتے، تحقیقی مقالات میں سب و شتم
طنز و تضحیک اور تنقیص کو معیوب نظر سے دیکھا جاتا ہے، افسوس کہ محترم و مکرم نے ان باتوں کا خیال نہیں کیا
ہے پھر بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک ایسے محترم و مکرم پر ذاتی حملے کیے گئے ہیں جن کا مقالہ کے ساتھ
کوئی تعلق نہیں اور جو ساٹھ ستر سال ہوئے اپنے خدا سے جا ملے ہیں، مقلد تم غیر مقلد کی پھبتی کسنا اور یہ کہنا کہ ان کی
کتاب کسی نے نہیں خریدی اور وہ بوسیدگی و کہنگی کے مراحل طے کر رہی ہے کوئی وزنی باتیں نہیں ہیں۔ میں نے صوبہ
سرحد کی کوئی لائبریری نہیں دیکھی جس میں مولانا وحید الزماں کی لغات الحدیث نہیں پڑی ہے، انہوں نے بخاری اور
مسلم کے جو شروح لکھے ہیں اس کے لیے بھی وہ قابل احترام ہیں ان کی وفات کے بعد بھی مختلف مکتبے ان کی کتابوں کو
چھپوا رہے ہیں اس لیے کہ ان کو معلوم ہے کہ یہ کتابیں مقبول خواص و عوام ہیں۔ الحق کے صفحات کے ذریعے میں
قارئین الحق اور مولانا محترم کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کو فی زمانہ بڑے چیلنج درپیش ہیں یہ بات کہ
ابراہیم علیہ السلام نے جس مینڈھے کو ذبح کیا تھا اس کا گوشت کس نے کھایا اور یہ کہ ذبح کرتے وقت اسماعیل علیہ السلام
کو ماتھے کے بل گرا دیا گیا تھا یا پیٹ پڑی پر، اور یہ کہ آسمان میں مخلوق ہے یا نہیں، یہ اور اس قسم کی باتیں غیر ضروری
ہیں، فی زمانہ علماء کرام کو اپنی صلاحیتیں اسلام کو بالا و برتر اور زندہ جاوید انقلابی دین کی حیثیت سے پیش کرنے میں
صرف کرنی چاہئیں، امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر سے مسلمانوں کو بچانے کی تدبیر، افغانستان میں مجاہدین کے اتفاق و اتحاد
کی فکر، غیر سودی بنکاری کا نقشہ، فروعی اختلافات میں اعتدال کی راہ کی تلاش اور عالم اسلام کو مضبوط دفاعی قوت
میں تبدیل کرنا یہ ہے اصل کام۔ اور یہی اصل کام علمائے کرام ہی سر انجام دے سکتے ہیں۔

قارئین بنام مدیر:-

افکار و تاثرات

زوال ملّت کے اسباب / جناب محمد منصور الزمان صاحب
اوراد و وظائف کی اجازت / قاضی محمد زاہد الحسینی
معصوم نونہالوں کی تعلیم کا اہتمام / حکیم محمد سعید
پاکستان میں کیا کیا ہوگا / مولانا محمد عبداللہ / پروفیسر حمد اللہ قریشی

زوال ملّت کے اسباب

ادارتی نوٹ اکتوبر ۹۲ء کا نہایت مناسب ہے لیکن جو حضرات قانون ساز ہیں وہ دین کے محتب وحامل نہیں ہیں ان میں اکثریت وہ ہے کہ اسلامی شریعت کے نافذ ہونے پر سب سے پہلے زد میں یہ ہی آئیں گے ان سے یہ توقع رکھنا کہ یہ اپنی موت کے وارنٹ پر دستخط کریں گے درست نہیں۔

اس ملک میں زرعی آمدنی پر ٹیکس اور اسلامی شریعت کا نفاذ موجودہ طریق کار میں ممکن ہی نہیں کہ قانون ساز اداروں میں اکثریت جاگیرداروں، زمینداروں، خانوں اور وڈیروں کی ہے اور یہ ٹیکس ادا کرنا جانتے ہی نہیں، قدیم ہندوستانی ریاستوں کی طرح یہ لوگ بھی رعیت سے وصول کرنا ہی جانتے ہیں خرچ نہیں کرسکتے رہا شریعت کا نفاذ تو کیا یہ ممکن ہے کہ فاسق فاجر زانی شرابی قاتل اور ڈاکو خود کو احتساب کے لیے پیش کردیں۔

اصل بات یہ کہ تعلیم نہ دین کی ہے نہ دنیا کی اور جس محدود حد تک تعلیم ہے وہ سب انگریزی ذہنیت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے جس کا مقصد حکومت کرنا تھا۔

یہ مسئلہ سارے عالم اسلام کا ہے حکمران طبقہ یورپ سے تعلیم حاصل کردہ ہے عوام دین پسند ہیں حکومت اسلام کے نام پر چلتی ہے کہ اس کے بغیر عوام کو ساتھ نہیں لیا جاسکتا لیکن عمل غیر ملکی آقاؤں کے احکامات پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے امداد فرماتے کوئی مرد مجاہد صاحب قوت پیدا ہو یہ گندگی صاف ہوسکے گی ورنہ تو ظاہر و باطن کا فرق قائم رہے گا۔

کبھی جاوید اقبال صاحب کے بیانات و تقاریر بھی ملاحظہ فرمایا کریں، یہ صاحب اسلام کے نام پر غیر اسلامی اصولوں کی تبلیغ کرتے ہیں، یہ اندازِ فکر اس معیار کے تمام افراد کا ہے خواہ وہ ظاہر نہ کریں اندازِ فکر یہ ہی ہے۔

بہرکیف رحمٰن و شیطان کی جنگ ابد تک جاری رہے گی ہم حزب اللہ میں شامل ہوں یا حزب الشیطان میں داخل ہوں یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جو لوگ جس انداز میں بھی دین کے لیے کوشاں ہیں

اللہ کامیابی عطا فرماتے یہ کوشش و جہد جاری رہنا چاہیئے۔ (محمد منظور زمان صاحب)

اوراد و وظائف کی اجازت

احقر کے پاس کشکول معرفت (مولفہ مولانا عبدالقیوم حقانی) مطبوعہ موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ، کے بہت سے قارئین کے خطوط آرہے ہیں جو اس میں مندرج اوراد و وظائف اور عملیات کی اجازت چاہتے ہیں لہٰذا اپنے تمام محبین و مخلصین اور عامۃ المسلمین کی خدمت میں گذارش ہے کہ احقر نے جو وظائف اور اوراد کشکول معرفت، آغوش رحمت اور دامان رحمت وغیرہ میں درج کئے ہیں سب کو اجازت ہے اس گنہ گار کو حضرت مدنیؒ، حضرت حاجی صاحب ترنگزئیؒ، حضرت خواجہ محمد ابراہیم صاحبؒ، موسیٰ زئی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ حضرت مولانا حسین علیؒ سے اجازت حاصل ہے احقر صرف ناقل ہے پھر بھی چونکہ اجازت ایک بابرکت اور مستحب طریقہ ہے اس لیے تمام حضرات کو اجازت دیدی ہے جو اس گنہ گار کے لیے بھی ذریعہ نجات بن سکتی ہے۔

(حضرت مولانا علامہ قاضی) محمد زاہد الحسینی مدظلہ

معصوم نونہالوں کیلئے تعلیم کا اہتمام

یہ بدعت پاکستان میں بہت سے غافل ایشیائی ممالک میں جاری و ساری ہے کہ رؤسا و امراء نیز صاحبان استطاعت اپنے گھروں میں نونہالوں کو بہ طور گھریلو ملازم رکھتے ہیں۔ اکثر و بیشتر حالات میں ان معصوم نونہالوں سے جو کام لیے جاتے ہیں وہ دولت مندوں کے بچوں کو کھلانا، گھر کی صفائیاں کرنا، بازاروں سے سودا سلف خرید کر لانا وغیرہ ہیں۔ معصوم نونہالوں سے ان کی غربت کے جرم میں امیر گھرانوں میں پست درجہ کام کرانا بجائے خود قابل توجہ ہے مگر اس سے زیادہ غیر ہمدردانہ رویہ یہ ہے کہ ان نونہال نوکروں کو تعلیم سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ امیروں رئیسوں کے جن بچوں کی یہ غریب نونہال خدمتیں کرتے ہیں وہ تو اعلیٰ درجے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، مگر غریب نونہال تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔

عزیز محترم! میں آپ سے سوز دل اور احترام کے ساتھ درخواست کروں گا کہ آپ ان غریب نونہالوں کو اپنی اولاد سمجھئے اور ان پر بھی تعلیم کے دروازے کھول دیجئے، یہ غریب نونہال بھی آپ کی توجہ سے پڑھ لیں گے آپ کا سایہ عاطفت ان کو بھی تعلیم سے آراستہ کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

(حکیم محمد سعید)

پاکستان میں کیا کیا ہوگا؟

دو خطوط! قارئین خود فیصلہ کریں۔

ماہ ستمبر کا شمارہ ملا اداریہ خوب تھا ماشاء اللہ، افکار و تاثرات کے عنوان پر مختلف حضرات کے تاثرات تھے ایک کا عنوان اور سرخی " الہامی باتیں " تھی، یہ ایک نظم ہے جو کافی شہرت رکھتی

سے ہے نظم کیا ہے مرحوم انور صابری کی ایک پیشنگوئی ہے جو اتنی واضح اور سچی کہ عربی زبان کا مقولہ طابق النعل بالنعل کا مصداق ہے ایک ایک شعر حقائق و واقعات اور صورت حال کا ترجمان و غماز ہے، اکابرین علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ خواہ وہ جمعیۃ علمائے ہند سے وابستہ ہوں یا احرار سے یا پھر مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کانگریس سے انہوں نے مسلم دشمنی میں مخالفت نہیں کی بلکہ حق و صداقت کے لیے اور واقعات کے آئینے میں مستقبل کی ایک دھندلی سی تصویر اور خاکہ دیکھ کر اور پھر سب سے بڑھ کر اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله والا معاملہ تھا کون ماں کا لال ہے جو آج میدانِ سیاست میں آکر یہ کہے کہ ان حضرات کے اسباب وجوہ مخالفت اور اندیشے غلط اور محض مفروضے ثابت ہوئے کیا وہ آج پاکستان کی تاریخ کا ایک سیاہ باب اور المیہ نہیں بنے نصف صدی ہونے کو ہے اسلام تو بڑی دور کی بات ہے اردو زبان کا اسے جائز اور شایانِ شان نمایاں مقام نہیں مل سکا یہ نظم پوری نہیں ہیں وہ پوری اصل نظم ارسال خدمت کر رہا ہوں یہ میں نے ایک محسن بزرگ جناب حاجی شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کی ڈائری سے نقل کی ہے جو اس وقت عالم شباب میں تھے جب احرار خود اپنے عروج و شباب کی بلندیوں پر محو پرواز تھی۔

پاکستان میں کیا کیا ہوگا؟

چار طرف میخانے ہوں گے　　گردش میں پیمانے ہوں گے
رندوں کی تلوار کے نیچے　　مذہب کے دیوانے ہوں گے
ختم نہ ہوگی فاقہ مستی　　یونہی رہے گی نفقہ کی پستی
مٹ نہ سکی ہے مٹ نہ سکے گی　　دولت کی انسان شکستی
تا بہ حدِ نظر معراج کریں گے　　جشن تخت و تاج کریں گے
مذہب ہی کی اوڑھ کے چادر　　مذہب کو تاراج کریں گے
ابنِ علیؓ کے دشمن بن کر　　شمر کے بیٹے راج کریں گے
غیروں سے یارانے ہوں گے　　اپنے سب بیگانے ہوں گے
ختم سنتے ماحول کے اندر　　واعظ کے افسانے ہوں گے
شمع بنے گا خونِ غریباں　　روشن عشرت خانے ہوں گے
پڑ جا کے غمگین دلوں میں　　راجہ خنجر تانے ہوں گے
سر سے پا تک دھوکا ہوگا　　پاکستان میں کیا کیا ہوگا

(انور صابری مرحوم)

○ الحق میں شائع شدہ ستمبر ۱۹۹۲ء کی نظم کے بارے میں گذارش ہے کہ حاجی صاحب اس نظم کی اشاعت سے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ شاعر صاحب نے آج ۴۵ سال قبل جو کچھ فرمایا تھا آج وہ صحیح ثابت ہو رہا ہے پاکستان نہ ہوتا تو اسلام کا بول بالا ہوتا، چاروں طرف میخانے نہ ہوتے، قتل و غارت گری نہ ہوتی اور ہر بکیہ عصمت بازاروں کی زینت نہ ہوتی، یہ سب کچھ پاکستان کا کیا دھرا ہے، لیکن حاجی صاحب اگر عالم اسلام کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہوگا کہ ساری دنیائے اسلام میں پاکستان وہ واحد ملک ہے جو اسلام کا قلعہ کہلایا جاتا ہے یہ وہ ملک ہے جہاں آ کر امام کعبہ کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے، بے شک حاجی صاحب کا شہر لاہور میخانوں اور "اس بازار" کے لیے پرانے زمانے سے بدنام چلا آرہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چاروں اطراف ان قباحتوں میں گھرے ہوتے نہیں ہیں، نہ چاروں طرف میخانے ہیں اور نہ ہاتھوں میں پیمانے ہیں، شاعرانہ تعلی کے علاوہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ انہوں نے یہ رونا رویا ہے کہ پاکستان میں مذہب کے دیوانے رندوں کی شمشیر کے نیچے ہوں گے، شاعر جو ہر وادی میں بھٹکتا پھرتا ہے نے یہ نہیں سوچا کہ پاکستان کا یہ رند کم از کم کلمہ گو تو ہوگا لیکن بھارت میں تو مذہب کے دیوانے مشرک رندوں کے شمشیر کے نیچے ہوں گے۔ یہاں پاکستان میں مذہب کے دیوانے رندوں کے شمشیر کے نیچے نہیں ہیں بلکہ وہ خود اپنے طور پر عظیم طاقت ہیں یہی مذہبی دیوانے ہیں جنہوں نے روس جیسی سپر طاقت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے پاکستان کے یہ مذہبی دیوانے کسی کے شمشیر کے نیچے نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے چھاؤں تلے زندگی گزار رہے ہیں آج اگر امریکہ ڈرتا ہے تو پاکستان کے مسلمانوں سے نہ کہ بھارت کے محکوم مسلمانوں سے، نظم میں یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان میں قتل و قتال ہوگا، بے شک قتل و غارت گری کے واقعات پاکستان میں ضرور ہوتے ہیں لیکن بھارت میں جو کچھ ہوتا ہے یہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں، بھارت ہی ہے جہاں بکیہ عصمت کی عصمت آئے دن تار تار ہوتی ہے یہاں پاکستان میں تو اقلیتوں کی عصمتیں بھی محفوظ ہیں۔ جس قوم کو خدا نے اپنے کلام پاک میں نجس قرار دیا ہے۔ اس قوم سے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں نجات دی ہے تو ہمیں اس کا شکر ادا کرنا چاہیے نہ یہ کہ اپنے بزرگوں کے الہامات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ٹھوس حقائق سے چشم پوشی کریں۔

(پروفیسر حمد اللہ قریشی ، گورنمنٹ کالج صوابی)

○ گذشتہ شماروں میں حضرت مولانا محمد طاسین صاحب مدظلہ کے مضمون کے جواب میں اسی عنوان پر سلسلہ مضامین چلا۔ حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی اور حضرت مولانا غلام الرحمٰن کے جوابی مضامین بھی شائع ہوتے اسکے بعد ملک و بیرون ملک سے قارئین کے مزید خطوط، مضامین تبصرے اور آراء موصول ہو رہے ہیں حضرت مولانا الطاف الرحمٰن بنوی کا مفصل مضمون بھی موصول ہوگیا ہے مگر خالص علمی، غامض اور دقیق بحث ہونے کی وجہ سے بہت سے عام فہم قارئین کو اس سے غلط فہمی کا اندیشہ بڑھ گیا ہے لہذا قارئین سے معذرت کے ساتھ ہم اس سلسلہ کو یہاں منقطع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

۵۳

خطبۂ استقبالیہ : حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دعوت پر آل اسلامی پارٹیز کنونشن ۱۵ دسمبر کو اسلام آباد میں منعقد ہوا اس موقع پر انہوں نے درج ذیل خطبۂ استقبالیہ دیا ———

قابلِ صد احترام علماء کرام، مشائخ عظام، رہنمایانِ دین اور زعمائے ملت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

میں سب سے پہلے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی طرف سے آپ سب اکابر و زعماء حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کل جماعتی اسلامی کانفرنس کے مقاصد سے اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس سرد موسم میں اسلام آباد تشریف آوری کی زحمت گوارا فرمائی اور ہماری حقیر مگر مخلصانہ دعوت کو شرف قبولیت سے نوازا، اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اس کا اجر عطا فرمائے اور ہم سب کو توفیق دے کہ ہم آج کے اس عظیم اجتماع میں اپنے دینی و ملی فرائض کی بجا آوری کے لیے مثبت ٹھوس اور متفقہ لائحہ عمل اختیار کر سکیں۔

حضرات محترم ! ملک کے طول و عرض سے مشائخ عظام اور علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کو وفاقی دارالحکومت میں تشریف آوری کی زحمت جن مقاصد کے لیے دی گئی ہے ان کی ایک جھلک دعوت نامہ میں بھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں ان مسائل کی سنگینی اور حالات کی تیز رفتاری ہم سے جس بیداری، حوصلہ، استقامت اور جہد مسلسل کے لیے جدوجہد کو منظم اور مربوط کرنے کا تقاضا کر رہی ہے اس کے احساس و ادراک کو اجاگر کرنے کے لیے آج کے اس کنونشن کا انعقاد کیا گیا ہے اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات کے ارشادات اور تجاویز سامنے آنے سے قبل دینی قوتوں کو درپیش صورت حال کا اجمالی سا خاکہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے ———

رہنمایانِ ملت :- اس وقت درد مند مسلمان اور دینی قوتیں ایک دوراہے پر حیران و ششدر کھڑی ہیں ایک طرف برسر اقتدار طبقہ ہے جس سے دینی جماعتوں اور پاکستان کے غیور مسلمانوں نے بڑی توقعات وابستہ کی تھیں جنہوں نے بے لوث اخلاص و ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی توانائیوں کا سارا سرمایہ اسلامی جمہوری اتحاد کی نذر کر دیا تھا کہ اسکے منشور میں ملک و ملت کی خوشحالی فلاح و نجاح اور اسلام کے عادلانہ نظام کی عملی حکمرانی کی ضمانت دی گئی تھی اس مقدس مقصد کے لیے آپ سب نے اپنا سب کچھ تج کر حکمرانوں کو بام اقتدار تک پہنچایا مگر ہوا کیا ؟ ——— (الف) قرآن و سنت کی بالادستی اور اسے سپریم لاء بنانے کا مسئلہ علانیہ وعدہ کے باوجود نہ صرف منافقانہ مصلحتوں کی وجہ سے پس پشت ڈال دیا گیا بلکہ ——— (ب) جو شریعت بل آپ سب کی طویل جدوجہد اور شریعت کے لیے خیبر سے کراچی تک مسلمانوں کے آٹھ سالہ طویل لانگ مارچ کے نتیجہ میں سینٹ نے متفقہ پاس کرایا تھا اور ہماری منزل کے سمت ایک اہم پیش رفت تھی اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال کر اسی بل کے نام پر ایک ایسا سرکاری مسودہ پاس کرایا گیا جس نے زندگی کے تمام شعبوں، رائج الوقت سیاسی نظام عدالتی نظام معاشی نظام یہاں تک کہ مسلمانوں کے پرسنل لاء عائلی نظام پر بھی اسلام اور شریعت کے اثر انداز ہونے کے سارے دروازے بند کر دیئے۔ اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار شریعت کے نام پر اسمبلی کے ذریعہ قرآن و سنت کی سپرمیسی (بالادستی) اور اللہ کی حاکمیت کی نفی کی گئی اس بل کے اس طرح پاس کرا دینے کا درپردہ مقصد

یہ تھا کہ موجودہ استحصالی نظاموں کو تحفظ بھی دیا جائے اور دوسری طرف شریعت الٰہیہ اور نظام مصطفوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ کے لیے اب تک کی جانے والی آپ کی منظم اور مربوط جدوجہد کو سبوتاژ کر دیا جاتے ان ہی لوگوں میں سے کسی نے موجودہ شریعت بل پاس کراتے جانے کے بعد کہا کہ ہم نے بڑی ہوشیاری سے ملّا کی بھک بھک اور جھک جھک کا خاتمہ کر دیا ہے غضب تو یہ ہے کہ ——

(ج) اسلام کے ان نام نہاد نام لیواؤں نے سُودی نظام جو اللہ اور رسولؐ کے خلاف ایک اعلانِ جنگ ہے کے تحفظ اور دفاع کا بیڑا اس انداز میں اٹھایا کہ علماء اور مشائخ کی توہین و تضحیک میں کوئی کسر نہ اٹھائی گئی بلکہ اوّلاً تو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے مالی قوانین کو مستثنیٰ قرار دینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا اور ثانیاً جب وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ بھی سودی نظام کے خلاف آیا تو پھر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر کے اللہ اور رسولؐ کے غیض و غضب کو دعوت دی گئی اور ساتھ ہی ساتھ شرعی عدالتوں کا وجود ہی ختم کر دینے کی علانیہ اور درپردہ کوششیں شروع کی گئیں —— (د) آئی جے آئی کے نام پر برسرِاقتدار آنے والوں نے اپنی نظریاتی حلیف جماعتوں اور دینی قوتوں کے علماء و مشائخ کے علی الرغم لادینی علاقائی لسانی اور نسلی عصبیتوں کے علمبردار گروہوں اور جماعتوں کا سہارا لیتے ہوئے انکی شاخوں پر اپنے آشیانے بنائے اور ملک کا عمومی رخ سیکولرزم اور اباحیت کی طرف پھیر دیا گیا —— (ہ) اپنے نظریاتی قوتوں کے جذبات اور احساسات کو نظرانداز کر دینے کی ایک واضح مثال شناختی کارڈ میں مذہب کے ذریعہ مسلم اور غیر مسلم تشخص کے اظہار کا مسئلہ ہے کہ مسلمانوں کے ایک متفقہ اور قانونی تقاضوں پر مبنی بے ضرر سی بات کو بھی متنازعہ بنا دیا گیا ہے کہ اسلامی ذہنیت رکھنے والی لابی کی حوصلہ افزائی نہ ہو جائے۔

اکابرینِ ملت! آئی جے آئی کے منشور اور مینڈیٹ سے انحراف کا نتیجہ یہی سامنے آنا تھا کہ وہ فسطائی قوتیں اور سیکولر پارٹیاں جسے دینی قوتوں اور جماعتوں نے اور اسلام اور محب وطن مسلمانوں نے بڑی صبر آزما جدوجہد کے ذریعہ محروم الاقتدار کر دیا تھا دوبارہ اُبھر آئیں انہیں پنپنے اور اپنی صفیں منظم کرنے کا موقع ملا اور برسرِاقتدار لوگوں کی وجہ سے لوگ نباش اول کو دعا دینے لگے اور ملک پر دوبارہ فسطائی اور نسوانی فاشزم کے سائے منڈلا رہے ہیں۔

یا اُمناء اللہ فی الارض! ایسے حالات میں بابری مسجد کا دلخراش سانحہ نمودار ہوا ہے کہ ہماری دینی قوتیں اور مذہبی جماعتیں ایک چوراہے پر کھڑی ہیں اور بابری مسجد کا دلخراش سانحہ ایسے حالات میں رونما ہوا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن دونوں اقتدار اور مفادات کی جنگ میں مصروف ہیں اور حال یا مستقبل میں دونوں سے اسلام کے بارہ میں کسی خیر اور بہتری کی توقع نہیں دونوں کا رویہ منافقانہ یا عملاً معاندانہ ہے نفاذ شریعت کی عظیم جدوجہد سبوتاژ کر دی گئی ہے اور اس کے لیے میدان عمل میں مصروف طاقتوں کا شیرازہ بکھر گیا ہے یا وہ تعطل اور جمود کے شکار ہیں ملک کے بے چین شہری عموماً اور اسلام سے وابستگی رکھنے والے مسلمانوں کی نگاہیں خصوصاً صرف دینی جماعتوں اور شخصیات کی طرف اٹھ رہی ہیں اور بار بار آزمائے گئے لادینی سیکولر سیاستدانوں اور منافق حکمرانوں سے مکمل مایوس ہیں اور سوچتے ہیں کہ آئندہ اس ملک کی دینی سیاست کا تحفظ کیسے ہوگا؟ پاکستان کا اسلامی تشخص کیسے قائم رہ سکے گا؟ حقیقی منزل اسلامی انقلاب اور نفاذ شریعت کے لیے ہمیں اپنا کوئی الگ راستہ نکالنا ہوگا یا ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسے

رہیں گے اور اہل دین و دانش کو انہی لوگوں کا ضمیمہ بننا پڑے گا؟ یہ سب سوالات ہیں دعوتِ فکر دے رہے ہیں اور مسلمانوں کی نگاہیں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔

پاسدارانِ ملت : یہ بات درست ہے کہ ملک میں مختلف دینی وسیاسی جماعتیں بالخصوص علماء کرام کی تنظیمیں نظام شریعت کے غلبہ و نفاذ کے لیے مصروفِ عمل ہیں اور انکی جدوجہد کے اثرات سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ان تمام جماعتوں اور حلقوں کی جدوجہد کو باہم مربوط اور متحد کئے بغیر وہ مقاصد حاصل نہیں کئے جاسکتے جن کے حصول کے لیے یہ جماعتیں اپنی اپنی جگہ پورے خلوص کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ میں نے دعوت نامہ میں اپنے اکابر اور بزرگوں کی خدمت میں یہی گذارش پیش کی ہے کہ ایسے حالات میں ایک مسلمان اور پھر علم دین سے نسبت کے تقاضے، پاکستان میں دینی سیاست کے مستقبل اور بابری مسجد سمیت بھارت میں ہزاروں مسلمانوں کے قتل عام اور سینکڑوں مساجد کے انہدام اور کشمیری حریت پسندوں پر بھارت کے شرمناک مظالم جیسے چیلنج درپیش ہیں آپ کا اولین فریضہ ہے کہ تمام مکاتب فکر کے قائدین اپنی دینی جدوجہد کو مربوط و منظم بنائیں اور متحد ہو کر ملک میں دینی سیاست کے تحفظ سمیت نظام شریعت کے عملی اور مکمل نفاذ کے لیے فیصلہ کن جدوجہد کا آغاز کریں۔

راہنمایانِ ذی وقار! ملک کی عمومی ناگفتہ بہ صورتِ حال اور دینی سیاست کے تحفظ اور نفاذ شریعت کی جدوجہد کو مربوط کرنے جیسے اہم امور پر غور و خوض کے لیے آپ حضرات کو زحمت دی گئی ہے امید ہے کہ آپ جیسے حساس اور باشعور راہنماؤں کی گراں قدر آراء، تجاویز اور ارشادات و خیالات سے کوئی ایسا راستہ اور متفقہ لائحہ عمل ضرور ملے گا جو ملک کو موجودہ بحران سے نکال کر ایک مکمل اور صحیح اسلامی معاشرہ کی راہ پر گامزن کر سکے۔

مَیں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی طرف سے ایک بار پھر آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مَیں یقین دلاتا ہوں کہ ملک و قوم کے اکابر، مشائخ اور علماء اور دینی رہنما، باہمی مشاورت سے جو لائحہ عمل اور متفقہ پروگرام طے کریں گے جمعیۃ علماء اسلام اپنی روایات کے مطابق اسکی تکمیل کے لیے ہر اول دستہ کا کردار ادا کرے گی! اور ناچیز علم و عمل ہر لحاظ سے آپکے خاک پا بھی نہ ہونیکے باوجود خود کو سپاہی سمجھیگا آپ حضرات کے مکرر شکریہ کے ساتھ ساتھ دلی دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمارے اس مل بیٹھنے کو قبول فرمادے اور ایسے فیصلے کرنے کی توفیق دے جو ملک و ملت کے حق میں بہتر ہوں دینی سیاست کا مستقبل محفوظ ہو نفاذ شریعت کی منزل قریب ہو جو بدامنی، بے یقینی اور پراگندہ خیالی سے پاک ایک پُرامن، خوشحال اور پُراعتماد مستقبل کی بنیاد بن سکے۔

آمین یا الٰہ العالمین

سمیع الحق

(سینیٹر مولانا) سمیع الحق سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام

۱۵/ دسمبر ۱۹۹۲ء اسلام آباد

ادارہ

وفیات

مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی

بالآخر بزم اشرف کے آخری چراغ مسیح الامہ حضرت مولانا مسیح اللہ خان شیروانی (جلال آبادی) بھی بقضائے الہی ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے مرحوم حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اجل خلفاء سے تھے حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے زمانہ علالت میں جن گیارہ مخصوص معتمدین کے نام ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ "ان حضرات کے طرز تعلیم پر مجھے اعتماد ہے" ان میں ایک حضرت مسیح الامت بھی تھے۔ آپ کی تعلیمات، طریقہ تربیت، خلق اور خالق سے تعلق، تصوف وسلوک میں حضرت تھانویؒ ہی کا عکس جمیل جھلکتا تھا تواضع، انکسار، وقت کی پابندی، اصولوں کو ترجیح اور اعتدال ان کی نمایاں صفات تھیں چند سال قبل جب پاکستان تشریف لائے تھے تو دار العلوم حقانیہ میں بھی قدم رنجہ فرمایا تھا دار العلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ بقید حیات تھے تو طلبہ دار العلوم سے خطاب اور دار العلوم کے تفصیلی معائنہ کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے دونوں بزرگوں کی حسن ملاقات، اشتیاق اور باہمی اکرام واحترام کا منظر دیدنی تھا ان کی مہربات اور رہبر ارشاد اصولی، تربیتی اور کسوٹی پر تل کر نکلتا تھا قحط الرجال کے اس دور میں ان جیسی شخصیات اور مقربین صالحین کا وجود بے شمار انوار وبرکات کا باعث ہوتا ہے مرحوم کے سانحہ ارتحال سے امت ان کے برکات سے محروم ہوگئی ارشاد وتربیت، تلقین وتذکیر اور تصوف وسلوک کے حلقے اجڑ گئے تاہم مرحوم اگرچہ دنیا میں نہیں رہے مگر ان کے خلفاء، مریدین، تلامذہ، تصنیفات، افادات ایک عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔ حضرت مسیح الامت کے سانحہ ارتحال کی خبر دار العلوم حقانیہ میں بڑے رنج وغم سے سنی گئی ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا ادارہ مرحوم کے پسماندگان اور متوسلین کے ساتھ غم میں برابر کا شریک اور خود تعزیت کا مستحق ہے۔ باری تعالی مرحوم کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ

گذشتہ ماہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ بھی قضائے اجل کو لبیک کہتے ہوئے بارگاہ ربوبیت میں پہنچ گئے ہیں ـــــ

اناللہ وانا الیہ راجعون ، حضرت مولانا محمد الیاس، مخلص عالم دین اور مجاہد اور بے باک وارثِ رسول تھے۔ انہوں نے چالیس سال تک بغیر کسی لالچ وطمع کے اہالیان لاہور کی علمی و دینی خدمت کی۔ دین کے فروغ وغلبہ کے لیے سخت مجاہدات کئے اور بدعات کا مقابلہ کیا سپریم کورٹ تک مقدمات گئے مگر آپ نے اپنا کام ہر حال جاری رکھا آپ کی ایک ممتاز حیثیت یہ تھی کہ اسباب و ذرائع کے باوجود اس دنیا سے تقریباً لاتعلق رہے اپنے اکابر اور سلف صالحین سے بے پناہ محبت تھی اللہ نے ایک فرزند دیا ان کا نام بھی حضرت گنگوہی کی نسبت سے رشید احمد رکھا حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کے بھلیجے، حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب کے عزیز اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ کے خلفاء سے تھے۔ ادارہ تینوں حضرات اور جملہ پسماندگان سے تعزیت کناں اور ان کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے۔ نماز جنازہ حضرو میں پڑھائی گئی، دارالعلوم حقانیہ سے نائب مہتمم حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب دیگر اساتذہ کرام اور طلبہ نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی دارالعلوم میں حضرت مولانا محمد الیاسؒ ، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ اور غلام نبی جانبازؒ سب حضرات کے لیے باقاعدہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا باری تعالیٰ مرحومین کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے۔

جناب مرزا غلام نبی جانباز جہاد آزادی کے نامور سپوت، فقر و درویشی اور حمیت دینی کا مجسمہ، برصغیر پاک و ہند کی ،، رسالہ تاریخی حقیقتوں کا امین اور منصف مصنف اور مجلس احرار اسلام کے آخری سپاہی شاعر اسلام مرزا غلام نبی جانباز بھی ۱۹ ر نومبر ۱۹۹۲ء کو شدید اور طویل علالت کے بعد ۸۱ ر برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت جانباز کی تمام زندگی، ان کی تمام مساعی، ان کے شب و روز اور ان کی زندگی کے تمام اہداف، دین کی عظمت اور حریت و جہاد کا تسلسل، فقر و درویشی کی محبت، علم پروری، تصنیف و تالیف اور مسلسل دینی کام اور ملک و ملت کی مخلصانہ خدمت تھی قومی و ملی اور جماعتی کازمیں جس طرح وہ اغیار کے ہاتھوں اٹھارہ برس جیل کی بند کوٹھڑیوں میں اذیت ناک سزائیں خندہ جبینی سے برداشت کرتے رہے اس کی مثال بھی وہ آپ تھے پھر اجتماعی زندگی میں جب وسائل نہ تھے اغیار تو اغیار اپنے بھی گریزاں تھے زندگی کے مسائل اس پر مستزاد، معاشی اور معاشرتی پریشانیاں تو لازمۂ حیات ہوتی ہیں مگر باین ہمہ یہ مرد درویش اپنی راہ نکال لیتا ہے تاریخ کی ترتیب اور فکر کے نئے نئے زاویے بناتا اور اپنی قوم کے جوانوں میں لٹاتا رہا تصنیفی اور تالیفی لحاظ سے وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے ایک اکیڈمی تھے ایک تحریک تھے وہ مصنف بھی تھے مولف بھی، مورخ بھی تھے اور نقاد بھی، پھر ناشر بھی خود تھے طباعت کے ہفت خواں بھی خود سر کرتے اور پھر اس میں کامیاب بھی رہتے مرحوم اب نہیں رہے مگر انکے تاریخی کارنامے، قربانیاں اور وقیع تالیفات و تصنیفات انکا عظیم اور لازوال صدقہ جاریہ ہیں ادارہ مرحوم کے پسماندگان کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے باری تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے۔

شفیق الدین فاروقی

مولانا سمیع الحق کا سفر مصر و ترکی

۲۴ اکتوبر دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مجمع البحوث الاسلامیہ کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے مجمع البحوث الاسلامیہ جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) کا اہم ادارہ ہے جس کی دعوت پر قائد ملت مولانا مفتی محمود، ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی اور محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری بھی دو تین مرتبہ مصر تشریف لے گئے تھے۔ اسی ادارے کی "المجلس الاعلیٰ الاسلامی العالمی للدعوۃ والاغاثۃ" کی مجلس تاسیسی کا اجلاس تھا جس میں عالم اسلام کے حال و مستقبل (حاضر العالم الاسلامی و مستقبلها) کے موضوع پر ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء سے یکم نومبر تک پانچ روز مسلسل محاضرات اور مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ شیخ الازہر جاد الحق اور اس عالمی کونسل کے سیکرٹری جنرل کامل الشریف کی دعوت پر اس میں شریک ہوئے اور کانفرنس کی کارروائیوں میں بھرپور حصہ لیا اور "انتبهوا ایها المسلمون" کے عنوان سے اپنا مقالہ کانفرنس میں پیش کیا اور مسئلہ کشمیر افغانستان اور بوسنیا جیسے اہم مسائل پر اپنا موقف پر زور انداز میں پیش کیا دنیائے اسلام سے آتے ہوئے بعض اہم شخصیات بالخصوص بوسنیا کے مشائخ کے وفود سے تبادلۂ خیال کیا قیام قاہرہ کے دوران نہ صرف قاہرہ بلکہ عالم عرب کے اکثر اہم اخبارات اور صحیفوں "الاہرام" وغیرہ نے آپ کے تفصیلی انٹرویو بھی لیے جو کئی کئی گھنٹوں پر مشتمل تھے۔

اس کانفرنس میں دنیا بھر کی تقریباً چالیس تنظیمیں شریک ہوئیں پاکستان سے جمعیۃ علماء اسلام اور الجامعۃ الحقانیہ کو باضابطہ طور پر شریک بنایا گیا بعد میں جمعیۃ علماء اسلام کو اس عالمی تنظیم کا باضابطہ ممبر بنایا گیا قاہرہ سے آپ ترکی گئے اور پانچ دن وہاں کے تاریخی مقامات، خلافت عثمانیہ کے آثار، تاریخی مساجد، عظیم کتب خانے دیکھنے کے علاوہ وہاں کے دینی نشاۃ ثانیہ اور خصوصاً حزب رفاہ وغیرہ کی سرگرمیوں سے آگاہی حاصل کی یہ پارٹی ترکی میں بڑی شدت سے ابھر کر سامنے آرہی ہیں اور قاہرہ کانفرنس میں اس پارٹی کے وفد نے بھی مولانا سمیع الحق صاحب کو ترکی آنے کی دعوت دی تھی، واپسی پر مولانا سمیع الحق مدظلہ، سعودی عرب بغرض عمرہ ٹھہرے اور حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت کے علاوہ جدہ اور مکہ مکرمہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے علماء، و مشائخ اور کارکنوں کی طرف سے دیئے گئے استقبالیوں

میں شرکت کی اور پاکستان کے حالات اور تازہ ترین صورتِ حال پر خطاب کیا۔

وفاقی وزیر غلام دستگیر خان اور سینیٹر راجہ ظفر الحق کی تشریف آوری

دسمبر کے آغاز میں وفاقی وزیر جناب غلام دستگیر صاحب اور موتمر العالم الاسلامی کے سیکرٹری جناب سینیٹر راجہ ظفر الحق صاحب دار العلوم حقانیہ تشریف لائے جن کے مولانا سمیع الحق کے ساتھ پرانے دوستانہ مراسم ہیں انہوں نے دار العلوم حقانیہ کے مختلف شعبہ جات جامعہ حقانیہ ہائی سکول دار الحفظ والتجوید شعبہ تخصص والافتاء، موتمر المصنفین، ادارۃ العلم والتحقیق، کتب خانہ، ماہنامہ الحق اور درسگاہوں کا معائنہ کیا۔ حقانیہ ہائی سکول تعلیم القرآن میں خطاب کرتے ہوئے جناب سینیٹر راجہ ظفر الحق صاحب نے کہا میں اس وقت بھی یہاں آیا کرتا تھا جب حضرت مولانا عبد الحق صاحب حیات تھے جو کہ ہمارے بڑے مشفق تھے دار العلوم حقانیہ جامع ازہر کی طرح علم کا بہت بڑا دریا ہے جس سے لاکھوں لوگ سیراب ہوئے اور ہو رہے ہیں اس درسگاہ نے ایسے ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جنہیں دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہوتی ہے دار العلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل طلباء نے ظلم و جبر کو توڑنے اور افغانستان میں بھرپور جہاد کا کردار ادا کیا دنیا کی کوئی طاقت یہاں کے فضلاء کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں مولانا سمیع الحق اور اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو دین کی خدمت کر رہے ہیں دراصل یہ مدرسہ دینی فیکٹری کی مانند ہے یہاں کے فضلاء نے جہاد افغانستان میں شریک ہو کر سپر پاور کو شکست دی۔ ہماری سپر پاور اللہ کی طاقت ہے جہاد افغانستان نے اسلام کا اہم کردار ادا کیا۔ مٹھی بھر مجاہدین نے اپنے جذبہ ایمانی سے روس جیسی سپر پاور کو شکست دی اور ابھی تک اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے ہیں ان کا آخری انجام سب کے سامنے عیاں ہے یہ سب کچھ ایمان کی قوت کی وجہ سے ہوا اللہ تعالیٰ نے دار العلوم حقانیہ کو دین کی سربلندی کا اعزاز بخشا اس لیے میں طلباء سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بھی اس مدرسے سے فارغ ہونے کا شرف حاصل کریں اس ادارے میں تعلیم حاصل کرنا آپ کے واسطے اور آئندہ نسلوں کے لیے سعادت ہے اور میرے لیے بھی سعادت ہے۔

جناب وفاقی وزیر غلام دستگیر خان نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کی دینی درسگاہ حقانیہ ہائی سکول میں قرآن پاک کی تعلیم ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے لیے سعادت ہے سکول تو بہت ہیں لیکن یہ سکول مثالی دینی ادارہ ہے۔ مولانا عبد الحق صاحب کی تمام زندگی مدرسے کی خدمت اور اس علاقے کی خدمت میں گزری ہے میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب نے جس مدرسے کی بنیاد رکھی ہے ہمیں اسے مزید آگے بڑھانا چاہیئے اور ہم قرآن کریم پر عمل کر کے ہی صحیح مسلمان بن سکتے ہیں پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی میں اساتذہ کرام کا شکر گزار ہوں اور مولانا صاحب کا بھی۔ یہ مدرسہ دینی فیکٹری کی مانند ہے اور اس مدرسے کے لیے زیادہ سے زیادہ فنڈ دوں گا فی الحال میں اپنی جیب خاص سے غریب اور نادار بچوں کے لیے کتابوں کے لیے ۱۰ ہزار روپے کا اعلان کرتا ہوں۔

ادبیات

حالیہ سیلاب کے واقعاتی کردار

بزبانِ غالب و برنگِ غالب

*

شب کو قہرِ منتقم سے زہرۂ ابر آب تھا
موت کا پیغام ہر اِک حلقۂ گرداب تھا

واں خود آرائی کو تھا جلسے سجانے کا جنوں
یاں ہجومِ اشک سے تارِ نگہ نایاب تھا

تھیں کئی جانیں بحالِ مرگ اِدھر سیلاب میں
واں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا

یاس کی تاریکیوں میں خانہ ویرانی اِدھر
واں فروغِ مے سے بساطِ صحبتِ احباب تھا

واں طیارے کا نہ ملنا بن گیا عذرِ خرام
یاں کہ سارا گھر سوارِ تندیٔ سیلاب تھا

ہاں مگر لکڑی سے کم قیمت تھے انسانی وجود
وہ گرفت میں آگئیں، انسان سپردِ آب تھا

واں بیانوں اور تقریروں میں اُڑتی جھاگ تھی
گریہ سے یاں پنبۂ بالیں کفِ سیلاب تھا

تھی کسی افسردہ کو سیلاب بُردہ کی تلاش
واں کوئی اِک جستجوئے نام کو بے تاب تھا

یاں سرِ شوریدہ بے خوابی سے تھا دیوار جُو
واں کوئی لاشوں کے زیور کیلئے بے خواب تھا

فرش سے تا عرش واں طوفان تھا موجِ رنگ کا
سندھ سے کاغان تک یاں سوختن کا باب تھا

چشمِ شاعر شدتِ جذبات سے خونبار تھی
دل کہ دیرینہ زِ زخم آشنا خونناب تھا

پروفیسر قاضی حلیم فضلی، شیر گڑھ مانسہرہ ہزارہ

بابری مسجد کی شہادت پر

حافظ محمد ابراہیم فانی، مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ہر قدم پر خوں کی ندی یا خدایا بہہ گئی
اور یہ چشمِ فلک حیرت زدہ ہی رہ گئی

آسماں کو حق یہ حاصل ہے کہ برسائے لہو
بابری مسجد نجس ہندو کے ہاتھوں ڈھ گئی

مسلمِ خوابیدہ ہنگام خموشی یہ نہیں
غیرتِ ملی ہمیں کیا کیا سُنا کر رہ گئی

زخمِ بیتِ مُقدس و اقصیٰ ابھی تازہ ہی تھا
وہ مصیبت ملتِ بیضاء تو کیسے سہہ گئی

میری بربادی کا نقشہ دیکھنے والو سنو!
مسجد بابر وہ فانیؔ بات آخر کہہ گئی

الجہاد اللہ اکبر ہے لعینوں کا علاج
کس طرح پھر بھاگتا ہے دیکھ ہندو سامراج

مولانا عبدالقیوم حقانی

تعارف و تبصرہ کتب

معالم العرفان فی دروس القرآن جلد ۹

افادات : حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی زیدمجدہ
ترتیب : جناب لعل دین ۔ صفحات ۸۵۶ قیمت ۲۲۵

ناشر مکتبہ دروس القرآن محلہ فاروق گنج گوجرانوالہ

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کی علمی و دینی شخصیت کسی کے تعارف کی محتاج نہیں ان کے علمی افادات دروس قرآن کا سلسلہ بھی علمی و دینی حلقوں اور قرآنی ذوق رکھنے والے احباب میں متعارف ہے معالم العرفان اسی سلسلۃ الذہب کی نویں کڑی ہے جو سورۃ یونس سورۃ ہود اور سورۃ یوسف کی مکمل توضیح و تشریح پر مشتمل ہے اس سے قبل ۸ جلدیں شائع ہو چکی ہیں ۔ علم و تحقیق اور تفسیر و خدمت قرآن کے اس عظیم تاریخی اور اصلاحی انقلابی کاوش کی جس قدر بھی تحسین کی جائے کم ہے ہمیں یقین ہے کہ قارئین دیگر جلدوں کی طرح اسے بھی اپنے سیٹ کی تکمیل اور افادہ و استفادہ کے جذبے سے قدردانی فرمائیں گے ۔

خلفائے راشدین جلد اوّل

مرتبہ : علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی لندن
صفحات ۶۸۸ جلد اعلیٰ ڈائی دار ۔ قیمت ۱۳۵ روپے

خلفائے راشدین جلد دوم مسمی بہ عبقات صفحات ۴۸۸ جلد اعلیٰ ڈائی دار قیمت ۱۲۰ ”

ناشر : احسان الحق خان ، مکتبہ دارالمعارف ۱/۲ دیو سماج روڈ سنت نگر لاہور

صحابہ کرام کے نازک موضوع پر یہ کتاب عصر حاضر کا ایک شاہکار ہے خلفائے راشدین حضرت ابوبکرؓ ، حضرت عمرؓ ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر ایک مسلسل کتاب نہیں ، ان چاروں بزرگوں پر تقریباً اسی مضامین کا ایک نہایت دلکش مرقع ہے قرآن و حدیث اور تاریخ کی روشنی میں خلفائے راشدین کی زندگیوں کے مختلف پہلوؤں پر نہایت محققانہ بحث کی گئی ہے ۔

جلد دوم عبقات کے نام سے موسوم ہے اس میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام پر کئے گئے تقریباً ایک ہزار سوالوں کا جواب ہے ۔

علامہ خالد محمود صاحب کے فاضلانہ قلم سے لکھے گئے یہ مضامین ہزارہا کتابوں کا علمی نچوڑ ہیں جن کے مطالعہ سے خطیب اپنے خطبات کے مختلف عنوان اور پیرائے بہت آسانی سے ترتیب دے سکتا ہے اور مناظرین مخالفین کا منہ بند کرنے کے لیے اپنے موضوع کے جامع اور مانع دلائل یکساں ملاحظہ کر سکتے ہیں ۔

اس زمانے میں جبکہ صحابہ کرام کی زندگیوں کو مختلف جہات سے نشانہ بحث بنایا جا رہا ہے یہ کتابیں اس لائق ہیں کہ ہر تعلیم یافتہ سنی مسلمان کے گھر میں اس طرح رہیں جس طرح بہشتی زیور ہر گھر اور ہر فرد کی ایک عملی ضرورت ہے ،

Safety MILK
THE MILK THAT
ADDS TASTE TO
WHATEVER
WHEREVER
WHENEVER
YOU TAKE
YOUR SAFETY
IS OUR Safety MILK

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

فرمانِ رسولؐ..

حضرت علی ابنِ ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"جب میری اُمت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔"
دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا:

- جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا لیا جائے۔
- امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے۔
- زکوٰۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔
- شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے۔
- بیٹا ماں کا نافرمان بن جائے۔
- آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے۔
- مساجد میں شور مچایا جائے۔
- قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو۔
- آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے۔
- نشہ آور اشیا کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔
- مرد ابریشم پہنیں۔
- آلاتِ موسیقی کو اختیار کیا جائے
- رقص و سرود کی محفلیں سجائی جائیں
- اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہیئے کہ پھر وہ ہر وقت عذابِ الٰہی کے منتظر رہیں خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلے کی شکل میں یا اصحابِ سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔ (ترمذی۔ باب علامات الساعۃ)

REGD. NO. P-90
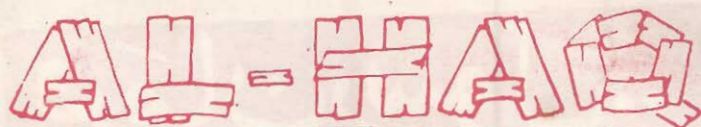
محدّث کبیر قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق بانی و موسس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے علمی و عملی کمالات اور سیرت و سوانح پر مشتمل عظیم تاریخی دستاویز

ماہنامہ الحق کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح نمبر

ایک عہد ایک تحریک اور ایک تاریخ

اس نمبر کے لکھنے والوں میں اکابر علماء دیوبند، اساتذہ علم و مشائخ کبار، معروف دینی مجلوں کے مدیر، ہفت روزوں اور اخبارات کے ایڈیٹر اور صحافی ملک و بیرون ملک کے عظیم سکالرز، محقق مصنفین و شیوخ حدیث، متعدد مورخین و ادباء افغان عبوری حکومت کے سربراہ سمیت افغان جہاد کے تمام قائدین محاذ جنگ کے متعدد جرنیل، سابق اور موجودہ حکمرانوں کے اعتراف عظمت پر مبنی تقریریں اور تحریریں سیاست دانوں کا خراج عقیدت اور متعدد زعماء کے مفصل بیانات۔ غرض اپنے موضوع اور جامعیت کے اعتبار سے ایک مثالی شاہکار تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل، بہت جلد ہی منظر عام پر آرہا ہے۔ انشاءاللہ بہترین کتابت، عمدہ طباعت، مضبوط ڈائی دار سنہری جلدیں، ماہنامہ "الحق" کے مستقل قارئین اور نئے بننے والے خریداروں کے لیے ۳۳ فی صد کی خصوصی رعایت۔

اصل قیمت ۲۵۰ روپے خصوصی رعایت ۱۷۰ روپے

وی پی نہیں کیا جائے گا۔ پیشگی رقم بھیجنے والوں کو رجسٹرڈ پارسل کے ذریعہ بھیجا جائے گا۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ